۱۱۹۵
فتح الرحمن علی حزب الشیطان
۱۱۹۵

هٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون

فتح الرحمٰن علےٰ حزب الشیطان

مشہور بہ تحفۂ سیوانؒ

اس رسالہ میں مولوی عبد الشکور صاحب کے اوس رسالہ کا جواب دیا گیا ہی جسکا نام اونہوں نے فتح مبین بر اعدائے خیر مرسلین رکھا ہی۔

اس رسالہ میں دلائل جواز تقیہ اور مذمت دروغ گوئی مطابق روایات مذہب شیعہ پھر اوسکا جواز بر بنائے مذہب اہلسنت نہایت وضاحت سے دکھایا گیا ہے اور اون کے خلفا کے کذب کا نمونہ۔ پھر خود مولوی صاحب کی دروغ گوئی اس مہذب طریقہ سے ثابت کی گئی ہے کہ ہر شخص تلاوت آیہ معلومہ پر مجبور ہو۔

مرتبہ

خاکسار سید اختر حسین عفی عنہ

(سنہ ۱۳۳۹ھ)

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے نظیر حسین نے چھاپکر شایع کیا

بار اول | قیمت صرف ۳ر | تعداد طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد ایک رسالہ الفتح المبین علی اعدائے خیر المرسلین معروف بہ تحفہ سیوان
شایع ہو چکا ہی جس سے مولوی عبدالشکور صاحب کے سوال کا جواب معلوم ہوگا مگر اوسکے
بعد مولوی عبدالشکور صاحب کے طرف سے بھی ایک رسالہ نکلا جسکا نام بھی فتح مبین
ہے جو دوسرا غضب ہی

اس رسالہ میں اونھوں نے اوس مراسلات کو شایع کیا ہی جو فیما بین اڈیٹر صاحب اصلاح
اور مولوی عبدالشکور صاحب ہوئے تھے

تحفہ سیوان میں یہ مراسلات اسوجہ سے نہیں شایع کیے گئے کہ ان تحریروں سے کوئی فائدہ
قوم کو نہ ملتا کیونکہ اون کی تحریر تمامتر مہیج تھی جس سے دلوں میں ہیجان پیدا ہو اور شیعہ و
سنی کی تفریق بڑھے اور اڈیٹر صاحب اصلاح کی تحریریں تمامتر ناصحانہ اور مصلحانہ
تھی کہ فریقین کا اشتعال تیز نہ ہو۔

ہم اب بھی ان تحریروں پر کوئی تعرض نہ کرتے کہ اس میں کسقدر کذب و افترا سے کام لیا ہی
کہ آیہ لقد جئتم شیئاً اداً تکاد السموات یتفطرن منہ وینشق الارض و
تخر الجبال ھداً یاد آگیا کہ تم نہایت بری بات زبان پر لاتے ہو قریب ہی کہ آسمان
پھٹ پڑے اور زمین میں شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں کیونکہ آجتک
تو یہ جرات کسیکو نہ ہوئی تھی کہ شیعوں پر کذب بیانی کا الزام لگائے مگر یہ انکا حوصلہ
ہے کہ ایسا دعوے کیا چنانچہ لکھتے ہیں

(۱) یا مجھکو اجازت ہو تو میں اون کتابوں میں جن پر مذہب شیعہ کا مدار ہے مضمون ائمہ معصومین ؑ سے دکھلادوں کہ جھوٹ بولنا بڑی عبادت ہی اور جھوٹ بولنا تمام ائمہ کا شیوہ تھا اور سچ بولنا حرام ہی ایک مرتبہ سچ بولدینے سے ایمان قائم نہیں رہ سکتا صفحہ ۳۰

(۲) دنیا میں آج کوئی بت پرست بھی نہ ملیگا جو جھوٹ کو اچھا سمجھتا ہو ایک نرالا مذہب ہی تو شیعوں کا جس میں جھوٹ بولنا عبادت ہی اور سچ بولنا حرام ہی ص ۳۴

(۳) **سوم** جھوٹ بولنا مذہب شیعہ میں عبادت ہی اور سچ بولنا ناجائز ہی ص ۳۶

ان فقروں کو پڑھ کر آپ بتائیے آپ کے دل میں کیسی مشتعل ہوگی اور اسکا خمیازہ کس پر نکلے گا کیونکہ ہمارے اختیار میں بجز تلاوت آیہ کریمہ لعنة اللہ علی الکاذبین اور کچھ نہیں ہے کیونکہ جب رسول اللہ کی ہجو میں **حضرت عمرو عاص صحابی** نے ۳۰ شعر کہا تھا تو حضرت نے یہی فرمایا تھا خداوندا ہم شعر کہنا نہیں جانتے بجز اس کے کہ بعوض ہر شعر کے ہم لعنت کہیں ثمرات الاوراق از عالم اہلسنت بر حاشیہ مستطرف صفحہ ۴۸۵

اہل انصاف غور فرمائیں جس شخص کی یہ حالت ہو اور یہ تہذیب ہو اور روبرو ایک عالم شیعہ کے ایسی تقریر کرے۔ اگر مجمع عام میں یہ تقریر ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ خونریزی ہوتی انہیں مصالح سے اہل فہم اہلسنت نے اس مناظرہ کو کمال دوراندیشی بذریعہ صاحب مجسٹریٹ بہادر رکوایا ورنہ آج ہزاروں آدمی فریقین سے جیلخانہ میں ہوتے اور جو سما مولوی عبد الشکور کے بدولت لکھنؤ میں ہوا تھا اوس سے بدتر ہوتا کیونکہ لکھنؤ کا واقعہ عشرہ محرم کا ہی جب کہ شیعہ سب نہتھے تھے اور یہ واقعہ سیوان میں ہوتا جہاں شیعوں کی تعداد گو کم ہے مگر سیوان کے اطراف و جوانب میں تمامتر زمینداری روسا شیعہ کی ہی اور یہ ممکن نہ تھا کہ فساد نہ ہوتا۔

بہرحال اس تحریر کا جواب تو ہم محققانہ لکھتے ہیں مگر حضرات اہلسنت کو سمجھ رکھنا چاہیے کہ سارا تخاطب مولوی عبد الشکور سے ہی نہ کسی اور سنی سے خواہ وہ باشندہ سیوان ہو یا دوسرے کسی جگہ کا کیونکہ الحمد للہ یہاں شیعہ و سنی میں قدیم الایام سے رواسم برادرانہ ہی۔

دلائل جواز تقیہ اگرچہ متعدد رسائل اس مادہ میں شایع ہو چکے ہیں مگر مختصر اگذارش ہی۔

دلیل اوّل سورہ آل عمران ۳ ع ۱۱ میں ہی لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین و من یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئی الا ان تتقوا

منهم تقیة ویحذرکم الله نفسه والی الله المصیر

یعنی مومنوں کو چاہیے کہ کفار سے دوستی نہ کریں اور جو ایسا کریگا وہ خدا سے کسی امر میں نہیں ہو
مگر یہ کہ تم اون سے تقیہ کرو اور خدا تم کو اپنے غضب سے بچاتا ہو اور اوسکی طرف بازگشت ہو۔

تفسیر در منثور علامہ سیوطی میں ہو عن ابی العالیه فی الآیة قال التقیة باللسان ولیس
بالعمل، واخرج عبد بن حمید عن الحسن قال التقیة جائزة الی یوم القیمة، و
اخرج عبد عن ابی رجاء انه کان یقرء الا ان تتقوا منهم تقیة واخرج عبد بن حمید
عن قتادہ انه کان یقرءها الا ان تتقوا منهم تقیة صفحہ ۱۶ ج ۲

اور تفسیر طبری میں ہو فالتقیة التی ذکرها الله فی هذه الآیة انما هی تقیه من الکفار
لا من غیرهم۔ ابو العالیہ کہتے ہیں تقیہ زبان سے ہو نہ عمل سے، امام حسن بصری کہتے ہیں
تقیہ جائز ہے قیامت تک۔ ابی رجاء اسی طرح پڑھتے تھے تقیہ۔ قتادہ بھی اسی طرح پڑھتے
تھے تقیہ۔ امام طبری کہتے ہیں تقیہ کا حکم کفار سے ہو۔

پھر کیونکر ممکن ہو کہ کوئی مسلمان تقیہ کو جھوٹ کہہ سکے کیونکہ خود خداوند عالم نے تقیہ کرنیکا
حکم دیا ہے کہ کفار سے دوستی ناجائز ہے مگر محل تقیہ میں

دلیل دوم سورہ نحل میں ہو من کفر بالله من بعد ایمانه الا من اکره وقلبه مطمئن
بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من الله ولهم عذاب عظیم
۱۴ ع ۲۰۔

جس نے کفر کیا خدا کے ساتھ بعد ایمان کے مگر وہ شخص کہ زبردستی کیا جائے مگر قلب اوسکا
مطمئن ہو ایمان کے ساتھ بلکہ وہ جو دل کھولکر کرے تو ایسوں پر خدا کا غضب ہو اور اون کے
لیے عذاب عظیم ہو۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ یہ آیہ حضرت عمار کے بارے میں نازل ہوا قلت وهو دلیل علی
جواز التکلم بالکفر عند الاکراه

یہ اس کی دلیل ہو کہ کلمہ کفر کہنا حالت مجبوری میں جائز ہے۔

خود مولوی عبد الشکور صاحب ترجمہ اسد الغابہ میں لکھتے ہیں صفحہ ۱۱۔

کہ یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی ایک مرتبہ ان کو مشرکوں نے پکڑ کر مارنا شروع
کیا اور کسی طرح نہ چھوڑا یہاں تک کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کی
اور اون کے معبودوں کی تعریف کی اوس وقت کافروں نے ان کو چھوڑ دیا پھر جب

رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو
انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت بری خبر ہی میں اسوقت اس سبب سے زندہ بچ کر
آیا کہ میں نے آپ کی برائی بیان کی اور اون کے معبودون کی تعریف کی حضرت نے پوچھا
کہ تم اپنے دل کی کیا کیفیت پاتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ دل تو ایمان پر قائم ہے
حضرت نے فرمایا کہ پھر کچھ مضایقہ نہیں اگر وہ اب تم سے ایسا کریں تو پھر ایسا ہی کرنا۔
ہمیں ابوجعفر یعنی عبید اللہ بن احمد نے اپنی سند یونس بن بکیر تک پہونچا کر خبر کردی وہ ابن
اسحاق سے نقل کرتے تھے کہ اونھوں نے کہا کہ مجھسے عمار بن یاسر کی اولاد میں سے چند
لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت عمار کی والدہ سمیہ کو بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم
کے لوگوں نے اسلام پر مارنا شروع کیا اور وہ کسی طرح اسلام سے انکار نہ کرتی تھیں
یہاں تک کہ اون لوگوں نے اون کو مار ڈالا ایک مرتبہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر
عمار اور اون کی والدہ اور اون کے والد کی طرف ہوا وہ لوگ مکہ کے مقام رمضا میں
مارے جا رہے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے آل یاسر صبر کرو تمہارے آرام کی جگہ جنت
ہی نیز ابوجعفر کہتے تھے کہ ہم سے یونس نے عبداللہ بن عون سے اونھوں نے محمد بن
سیرین سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا گذر عمار بن یاسر کی طرف ہوا وہ رو رہے تھے اور اپنی آنکھیں مل رہے تھے رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا حال ہی کیا کافروں نے تمھیں پکڑ کر پانی میں غوطہ
دیا اور تمنے ایسا ایسا کہا اگر اب پھر وہ ایسا کریں تو تم پھر ایسی ہی کہدینا نیز ابوجعفر بیان
کرتے تھے کہ ہمسے یونس نے ابن اسحاق سے نقل کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے
حکیم بن جبیر نے سعید بن جبیر سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے ابن عباس
سے پوچھا کیا مشرکین مسلمانوں کو ایسا ستاتے تھے کہ مسلمان اپنے دین کو چھوڑ دینے
میں معذور سمجھے جاتے انھوں نے کہا اللہ کی قسم بہت مارتے تھے بھوکھا رکھتے تھے
پیاسا رکھتے تھے کہ اوٹھ کر بیٹھنا بھی مشکل ہو جاتا تھا کہتے تھے کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں اوسکو
منظور کرو اور کہو کہ لات اور عزی ہمارے معبود ہیں اللہ تمہارا معبود نہیں ہے جب
وہ ایسا کہدیتے تو چھوڑے جاتے تھے یہانتک کہ اگر کوئی مزدور اوس طرف سے
نکلتا تو کہتے کہ یہی تیرا معبود ہے اللہ تیرا معبود نہیں جان بچانے کے لیئے اس کا
بھی اقرار کرنا پڑتا تھا

اس حال کو لکھکر مولوی صاحب سوچے کہ یہ تو بڑا غضب ہوا کہ شیعوں کا تقیہ ثابت ہوا
تو اس پر یہ حاشیہ لکھا۔

شیعہ مسئلہ تقیہ میں ایسے گھبرا گئے ہیں اور اس مسئلہ کی شناعت جو بالکل کھلی ہوئی تھی
مگر اون کو نظر نہ آتی تھی جب اون کو بتائی گئی تو ہر طرف سے لاچار ہو کر کہنے لگے کہ تقیہ
خود سنیوں کے یہاں بھی جائز ہے اور اس جواز کے ثبوت میں آیہ کریمہ الا من اکرہ
اور بعض صحابہ کا قول مثل حضرت عمار بن یاسر وغیرہ کے پیش کرتے ہیں مگر یہ دشمنان
عقل و دین اتنا نہیں سمجھتے کہ مسئلہ تقیہ میں ہمارا اونکا اختلاف کیا ہے ہمارے یہاں
تقیہ رخصت ہے اور اون کے یہاں عزیمت اور عزیمت بھی اس درجہ کی کہ تمام فرائض
سے اوسکا درجہ بڑھا ہوا ہے اس کی تارک پر خروج از ایمان کی وعید دوسرے
یہ کہ یہاں رخصت کے مواضع متعین اون کے یہاں مواضع غیر متعین بلکہ مبتلا بہ کے
رائے پر مفوض۔ رخصت اور عزیمت وغیرہ میں جو فرق ہے وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے رخصت
کے فاعل کو کسی قسم کے ثواب کا استحقاق نہیں ہوتا برخلاف عزیمت کے اور رخصت
پر عمل کرنا پیشوایان دین اور ہادیان شرع متین کے لیے قطعاً ناجائز چہ جائیکہ
معصومین علیہم الصلوۃ والسلام کما تقوہت بہ الزنادقۃ صفحہ ٦١

الجواب خدا آپ کی ہدایت کرے کہ جب شیعہ اپنا دعوے قرآن و حدیث سے ثابت
کرتے ہیں تو آپ کے ہوش و حواس بھی درست نہیں رہتے۔ شیعہ کیوں گھبرانے لگے
جب کہ بہت سی آیتیں جواز تقیہ میں موجود ہیں چنانچہ ایک آیہ پہلے مذکور ہے۔
دوسرے یہ آیہ ہے جسکا آپ کو بھی اقرار ہے پھر یہ کہنا "اس مسئلہ کی شناعت جو
بالکل کھلی ہوئی تھی مگر اونکو نظر نہ آتی تھی"، کس درجہ کی بیحیائی بلکہ مستوجب خروج عن الاسلام
ہے کیونکہ جس امر کا حکم خدا و رسول دے اوس کو کوئی مسلمان شنیع یا قبیح کیونکر کہہ سکتا ہے
کیا اسی تذکرہ میں آپ نے حضرت کا یہ فرمان نہیں لکھا ہے اگر اب پھر وہ ایسا
کریں تو تم پھر ایسے ہی کہدینا صفحہ ٦٢
تو کیا آپ کے گمان میں ممکن ہے کہ رسول کسی امر شنیع کا حکم دیں کہ تم پھر ایسا کہدینا
عداوت شیعہ دیکھئیے آپ کو کہاں لیجاتی ہے۔
یہ محض دیوانہ پن ہے جو آپ کہتے ہیں "ہمارے یہاں تقیہ رخصت ہے اور اونکے یہاں عزیمت"

کیونکہ آپ خود حضرت کا حکم لکھ رہے ہیں کہ پھر ایسے ہی کہدینا" کیا اس سے عزیمت یعنی وجوب اس امر کا نہیں ثابت ہوا۔ عزیمت کس جانور کا نام ہے آخر کچھ سمجھو بھی نہ کہ واجب ہے وہ اس حکم سے ثابت ہوا یا نہیں غور کیجیے۔

یہ کس قسم کا جنون ہے کہ لکھتے ہیں" اور رخصت پر عمل کرنا پیشوایان دین اور ہادیان شرع متین کے لیے قطعاً ناجائز ہے"۔ کیونکہ جب ہادیان دین اور پیشوایان شرع متین اسکا حکم دیں تو دوسرا کون ہے جو اسپر اعتراض کر سکے کیونکہ آنحضرت نے حضرت عمار کو حکم دیا اور حضرت عمار کے بارے میں اسقدر حدیثیں ہیں کہ آپ خود لکھتے ہیں۔

حضرت عمار کے مناقب بہت مروی ہیں مگر ہم یہاں اسی مقدار پر قناعت کرتے ہیں ص۲۲

تو ایسا مقدس صحابی اگر بحکم رسول نفاذ کرے تو آپ اوسپر کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔

آپ کو اگر عقل ہوتی تو سمجھتے اس تقیہ کے بدولت صرف انہیں احکام الہی کی نہیں تعمیل ہوتی بلکہ آیہ لا تلقوا بایدیکم الی التهلكة کی بھی کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو جس سے معلوم ہوا کہ تقیہ ایسے محل میں واجب ہے

یہ بھی عجب مہمل فقرہ ہے کہ مبتلا بہ کے رائے پر مفوض کیونکہ اگر ایسا ہوتا کہ جس شخص پر تقیہ واجب ہے وہی اوس کے محل کو بھی سمجھ سکتا ہے تو پھر بغیر اس کے تقیہ کیونکر ممکن ہے آخر حضرت عمار نے اپنے ہی رائے پر عمل کیا یا رسول اللہ سے پوچھنے آئے تھے کہ یا حضرت یہ محل تقیہ ہے یا نہیں اگر سمجھ سکتے ہو تو سمجھو کیسا صاف معاملہ ہے۔

دلیل سوم سورہ شعرا میں ہے قال الم نربك فينا وليدا ولبثت فينا من عمرك سنين وفعلت فعلتك التى فعلت وانت من الكفرين ۱۹ع

کہ فرعون نے حضرت موسے سے کہا کیا ہمنے تم کو پرورش نہیں کیا جب کہ تم بچہ تھے اور برسوں ہم میں رہے اور تمنے ایک کام کیا تھا اور تم تو ناشکر دشمن ہے

تفسیر بیضاوی میں ہے فانه كان يعاشهم بالتقية

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کے ساتھ تقیہ کیا کرتے تو کیا حضرت موسیٰ سے بڑھ کر کوئی اولو العزم ہو سکتا ہے بہ استثناء آنحضرت جس نے اس قدر تقیہ کیا جس کی مدت تیس سال ہے۔

یہ تین آیتیں ہم نے تبعدا و خلفائے ثلثہ پیش کی ہیں جنسے وجوب استحباب جواز تقیہ کا

ہر طرح ثابت ہو

اب تین حدیثیں ایسی لکھتا ہوں جن سے خود رسول اللہ کا تقیہ جو اعلیٰ درجہ کا تقیہ ہو ظاہر ہو

دلیل چہارم قصہ حدیبیہ میں ہو کہ حضرت نے ابو جندل کو اون کے باپ سہیل بن عمر کے حوالہ کر دیا حالانکہ سہیل کافر تھا اور ابو جندل مسلمان صحابی جس پر ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الخطابی تاول العلماء ما وقع فی قصۃ ابی جندل علی وجہین احدہما ان اللہ قد اباح التقیۃ للمسلم اذا خاف الہلاک و رخص لہم ان یتکلموا بالکفر مع اضمار الایمان ان لم یمکنہ التوریۃ فلم یکن رده الیہم اسلاما لابی جندل الی الہلاک مع وجود السبیل الی الخلاص من الموت بالتقیۃ والوجہ الثانی انما رده الی ابیہ والغالب ان اباه لا یبلغ بہ الی الہلاک وان عذبہ وسجنہ فلہ مندوحۃ بالتقیۃ صفحہ ۱ جلد ۳۔

یہ قصہ بہت طولانی ہو کہ حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تو اوسکا ایک دفعہ یہ تھا کہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہوکر مدینہ آئے تو کفار اوس کو واپس لیں اور اگر کوئی مسلمان مکہ جائے تو مسلمانوں کو کوئی حق نہیں جسپر حضرت عمر بہت ناراض ہوئے۔

ابو جندل مسلمان ہو چکا تھا اوسکا باپ سہیل بن عمر سفیر ہو کر آیا ہو جس سے یہ صلحنامہ لکھا جا رہا ہے وہ اسی دفعہ کے رو سے اپنے بیٹے ابو جندل کو طلب کر رہا ہے اور حضرت اوس کو بہ پابندی صلح حوالہ کر رہے ہیں جس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت نے کیونکر ایک مسلمان کو حوالہ کافر کیا کہ وہ قتل کر ڈالے اسکا جواب خطابی دیتے ہیں کہ خدا نے مسلمانوں کے لیے تقیہ کو مباح کیا ہے اس لیے ممکن تھا کہ ابو جندل تقیہ کر کے اپنے باپ سے جان بچاتا لہذا حضرت نے اس غرض سے نہیں دیا کہ وہ ہلاک کیا جائے کیونکہ اوس کیلیے راہ تقیہ کشادہ تھی

دوسرے یہ کہ سہیل اوسکا باپ تھا لہذا اسکا گمان کم ہوتا ہے کہ وہ قتل کر ڈالے بلکہ قید کر کے زندہ رکھیگا تو اس میں بھی ابو جندل کو ایک طرح کی وسعت بھی تقیہ میں

ہم یہاں اوس واقعہ کو نہیں لکھتے کہ عمر صاحب نے فرمایا اس روز ہمکو نبوت میں شک ہوا جس کے لیے ہمنے بہت سے اعمال کیئے کیونکہ جس کو کسی کے کفر کا یقین ہوتا ہو اوس کیلیے شک کی دلیل لانیکی کیا ضرورت ہو۔

مگر یہ تو فرمائیے اس سے جواز تقیہ ثابت ہوا یا نہیں کہ خود آنحضرت نے اوسکو تقیہ کی ہدایت کی

دلیل پنجم تاریخ خمیس میں ہے وعن عائشة قالت کان الاسلام فرق بین زینب وبین ابی العاص الا ان رسول اللہ لا یقدر ان یفرق بینهما وکان مغلوبا بمكة صفحہ ۳۰۹ جلد ا

یعنی اسلام نے حضرت زینب اور اون کے شوہر ابو العاص میں جدائی ڈالدی مگر رسول اللہ اسپر قادر نہ تھے کہ دونوں کو جدا کر سکیں کیونکہ مکہ میں مغلوب تھے

اب تو غالباً اڈیٹر صاحب کو اس میں عذر نہ ہو کہ ہادیان دین و پیشوایان شرع متین بھی تقیہ کر سکتے ہیں کیونکہ آنحضرت بقول اہلسنت باپ ہیں حضرت زینب کے مگر اسکی قدرت نہیں رکھتے کہ اون کے شوہر ابو العاص کافر کو اون سے جدا کریں تو کیا اسکا نام تقیہ نہیں ہے۔

دلیل ششم کہ حضرت نے خانہ کعبہ کے ترمیم و تعمر کو بخوف قوم عائشہ چھوڑ دیا اور فرمایا اگر تیری قوام تازہ مسلمان نہ ہوتی تو ہم خانہ کعبہ کو توڑ کر پھر سے بنوا تے۔

صحیح بخاری میں ہے صفحہ ۱۴۴ جلد ۲

عن عائشة زوج النبی ان رسول اللہ قال الم ترین ان قومک بنوا الكعبه فاقتصروا علی قواعد ابراهیم فقلت یا رسول الاتردها علی قواعد ابراهیم فقال لولا حدیث قومک بالكفر

یعنی حضرت نے عائشہ سے فرمایا کہ دیکھو تیرے قوم نے خانہ کعبہ کے بنا کو قواعد ابراہیم سے کچھ کم کر دیا تو عائشہ نے کہا پھر یا حضرت آپ اوس کو پورے حد پر کیوں نہیں بنوا دیتے تو حضرت نے فرمایا اگر تیرے قوم کا زمانہ کفر قریب نہ ہوتا تو ایسا کرتے۔

کیا اس سے بڑھکر تقیہ کسی نے کیا ہو کہ جس خانہ کعبہ کا حج کیا جاتا ہو جس کے طرف بغیر استقبال نماز نہ درست ہو اوس کو ناقص چھوڑ دیا حالانکہ کیسے کیسے صحابہ آپ کے جان نثار موجود تھے جن میں صرف ایک عمر صاحب ایسے باہیبت تھے کہ کفار کی روح نکلجاتی جن کے خوف سے شیطان بھاگتا پھر اگر اس رسول کے تاسی میں ائمہ شیعہ نے تقیہ کیا جب کہ زمانہ ایسا برگشتہ تھا کہ ایک جگہ نہیں صدہا جگہ پر اونکا خون بہایا گیا تو آپ کیونکر تعجب کرتے ہیں دیکھیے صلحنامہ میں محمد رسول اللہ نہیں لکھنے دیتے حضرت صبر کرتے ہیں محمد ابن عبد اللہ لکھواتے ہیں۔ کوئی صحابی آتا ہے حضرت فرماتے ہیں بیس اخو العشیرہ مگر جب آتا ہے تو نہایت خوش خلقی سے بات چیت کرتے ہیں جس پر

حضرت عائشہ اعتراض بھی کرتی ہیں جس کے شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں وفیہ رخصۃ المداراۃ لدفع الضرر کہ اس میں اجازت ہے مدارات کی بغرض دفع ضرر۔

دلیل ہفتم اب آیئے تقیہ ابو بکر کو دیکھئے جو بقول آپ کے کذب صریح ہے کہ جب یہ مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ابن الدغنہ نے پوچھا کہاں جاتے ہو تو کہتے ہیں ارید ان اسیح فی الارض یعنی کہیں نکل جانا چاہتے ہیں جس پر ابن حجر لکھتے ہیں ان ابابکر طوی عن ابن الدغنہ تعیین جہۃ مقصدہ لکونہ کافرا والا فقد تقدم انہ قصد التوجہ الی ارض الحبشہ ص ۴۶۹ جلد ۳

یعنی چونکہ ابن الدغنہ کافر تھا اس لیئے صاف نہ کہا ورنہ معلوم ہے کہ وہ حبشہ کے طرف جا رہے تھے کیوں صاحب تقیہ میں یہی ہوتا ہے یا اور کچھ کہ خلاف اصلیت ظاہر کیا جائے اور چونکہ ابن الدغنہ انکا ہم مذہب تھا قدیما لہذا اُس کو تقیہ نہیں کہہ سکتے بلکہ کذب صریح ہے۔

دلیل ہشتم۔ کذب یا تقیہ ہے کہ راہ ہجرت میں جو کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے یعنی رسول اللہ کو دریافت کرتا تو کہتے رجل یھدینی السبیل صفحہ ۲۷۷ تاریخ خمیس جلد اول۔ کہ یہ ایک راہ نما ہے جو راہ دکھاتا ہے اسی کا نام تقیہ ہے کہ مطلب اور ہو اور ظاہر کچھ اور

دلیل نہم خود مولوی عبد الشکور صاحب ترجمہ اسد الغابہ میں لکھتے ہیں ص ۲۵۵ جلد اول بشیر بن خنظلہ صحابی ابو وائل کو ساتھ لیجا رہے تھے اون کے دشمنوں نے کہا یہی تو وائل ہے بشیر نے قسم کھائی کہ یہ میرے بھائی ہیں میرے ماں باپ کے بیٹے ہیں" کیا یہ جھوٹ نہیں ہے کیا اس سے تقیہ نہیں ثابت ہوا۔

دلیل دہم ترجمہ اسد الغابہ جلد ۲ ص ۲۵۳ میں ہے حجاج بن علاط صحابی نے بعد فتح خیبر حضرت سے اجازت لی کہ میں جا کر کہوں اور اپنا مال وصول کر لاؤں حضرت نے اجازت دی۔ عرض کیا مجھے وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ کچھ کہوں حضرت نے اجازت دی اس نے وہاں جا کر کہا محمدؐ کو تو بہت بڑی شکست ہو گئی تمنے سنا ہوگا اور اوس کے اصحاب بھی مقتول ہو گئے اور محمدؐ قید کر لیے گئے لوگوں نے کہا ہم انکو مکہ لیجا کر قتل کرینگے تم لوگ ہمارا مال جمع کر دو کیونکہ میں خیبر جانے والا ہوں کہ محمد کا مال جو لوٹا گیا ہے وہ خریدوں چنانچہ سب لوگوں نے اونکا مال جمع کر دیا اور وہ مال لیکر چلتا بنا چلتے وقت حضرت عباسؓ

سے اصل واقعہ فتح خیبر بیان کیا صفحہ ۲۵۳
اس واقعہ کو لکھکر علامہ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں۔
ومنها جواز كذب الانسان على نفسه وعلى غيره اذا لم يتضمن ضرر ذلك الغير
اذا كان يتوصل بالكذب الى حقه كما كذب الحجاج بن علاط على المسلمين حتى
اخذ ماله من مكة من غير مضرة لحقت بالمسلمين من ذلك الكذب۔
صفحہ ۴۰۳ جلد اول۔
اسکا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت نے خیبر کو فتح کیا تو ایک صحابی تھا حجاج بن علاط اوس نے
حضرت سے کہا ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم مکہ جاکر اپنا مال زوجہ سے حاصل کریں کیونکہ اگر
اوس کو ہمارے اسلام کا حال معلوم ہوگا تو پھر کچھ نہ ملیگا اور حضرت سے اجازت لی کہ
کچھ جھوٹ بولیں حضرت نے اجازت دی اس نے جاکر اپنے زوجہ سے کہا کہ جس قدر
مال ہے اوس کو جمع کر دے کیونکہ محمدؐ کو خیبر میں شکست ہوئی محمدؐ اسیر ہوئے سب اصحاب
چھوڑ کر چلے گئے کل مال اونکا یہود کے قبضہ میں ہے چاہتے ہیں کہ اس مال کے بدولت
اوس کو خرید کریں یہود نے ارادہ کیا ہے کہ اون سب قید لوگوں کو مکہ میں لاکر قتل کریں۔
اس واقعہ کو لکھکر ابن القیم لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اپنے طرف سے
یا غیر پر دونوں جائز ہے بشرطیکہ اوس سے کسی دوسرے کو ضرر نہ پہونچے۔
اب کون سنی ہے دنیا میں جو تقیہ پر اعتراض کر سکے کیونکہ شیعوں کا تقیہ تو ہمیشہ اس غرض
سے ہوتا ہے کہ اپنی جان مال آبرو کو ظالموں سے بچائے اور یہاں تو اس قسم کا جھوٹ بولا جاتا
ہے کہ اوس صحابی پر نہ کوئی جبر ہے نہ تشدد محض طمع مال کے لیے وہ جاکر مکہ میں جھوٹ بولتا
ہے اور کہتا ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت قید ہو گئے سب صحابہ چھوڑ کر بھاگ گئے مال ومتاع
حضرت کا لوٹ لیا گیا مکہ میں آکر قتل کیے جائیں گے مگر یہ سب کذب جائز سمجھا جاتا ہے
اور شیعہ جو بغرض تقیہ توریہ کریں تو وہ آپ کے نزدیک دلیل کذب ہو این چہ بوالعجبی ست۔
اس واقعہ کو مولوی عبد الشکور صاحب نے ترجمہ اسد الغابہ میں لکھا ہے مگر اس پر
کچھ متنبہ بھی نہیں ہوئے کہ اس سے تقیہ کا جواز کیسے اعلیٰ پیمانہ پر ثابت ہوتا ہے جس سے
کوئی حاشیہ بھی نہ دیا حالانکہ واقعہ حضرت عمار کے اوپر کیسا زبردست حاشیہ دیا ہے ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ وہ اسکو تقیہ نہیں سمجھتے بلکہ کذب صریح جانتے ہیں اسیوجہ سے ابن القیم
نے لکھا ومنها جواز كذب الانسان لنفسه کہ اس سے ظاہر ہوا جواز جھوٹ

بولنے کا مگر شرط اس کی یہ ہے کہ اوس سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے مگر یہاں تو معاملہ برعکس ہے کیونکہ جو مسلمان مکہ میں تھے اس سے اونکو کیا کچھ نقصان نہ پہونچا ہوگا۔
اسکا جواب ابن القیم تو دیتے ہیں واما ما نال من بمکۃ من المسلمین من الاذی والحزن فمفسدۃ یسیرۃ فی جنب المصلحۃ التی حصلت بالکذب ولاسیما تکمیل الفرح والسرور وزیادۃ الایمان الذی حصل بالخبر الصادق بعد ھذا الکذب وکان الکذب سببا فی حصول ھذہ المصلحۃ الراجحۃ ص۳۰۳ ج۱
کہ جو تکلیف اور اذیت اس سے اون مسلمانوں کو پہونچی جو مکہ میں تھے تو یہ چھوٹا مفسدہ ہے بہ نسبت اوس مصلحت کے جو اس جھوٹ سے حاصل ہوا خصوصاً تکمیل فرح وسرور و زیادتی ایمان جو اس خبر دروغ کے بعد خبر صادق سے حاصل ہوئی اور یہ کذب سبب ہوا اس مصلحت راجحہ کے حصول کا۔
اب حضرات اہلسنت غور کریں کہ رسول پر ایسا افترا کیا گیا کہ آپ قید ہوئے اور مکہ میں لا کر قتل کیے جائیں گے صحابہ سب بھاگ گئے اور قتل ہوئے جس میں ابوبکر بھی شامل ہیں مال حضرت کا لوٹ لیا گیا جس میں عائشہ وحفصہ بھی غالبا داخل ہیں مگر یہ سب جائز ہے کیونکہ حجاج بن علاط صحابی کا مال مل گیا حالانکہ یوں بھی ممکن تھا کہ اس کی زوجہ اسلام لاتی اور وہ لوگ بھی مسلمان ہو جاتے جن کے پاس یہ مال تھا۔
مگر شیعہ جو جان بچانے یا آبرو بچانے یا مال بچانے کے لیے تقیہ کریں تو وہ ناجائز ہے حالانکہ ان کے حفاظت سے دین اسلام کی حفاظت ہے کیونکہ اگر یہ نہ رہیں تو اسلام دنیا سے نابود ہو جائے ان کے حفاظت سے خدا کی توحید رسول کی رسالت ائمہ اطہار کی امامت قائم ہے مگر اہلسنت کو اسوجہ سے ناگوار ہے کہ یہ خلفائے ثلثہ پر لعنت کرتے ہیں
غرض چونکہ تقیہ کے بارے میں متعدد رسائل شایع ہو چکے ہیں لہذا ہم اوس سے قطع نظر کرکے پوچھتے ہیں کہ اگر اسی بنیاد پر آپ نے شیعوں کے یہاں جھوٹ بولنے کو جائز کہا ہے تو پھر فرمایئے سنی اس سے کیونکر بچ سکتے ہیں کیونکہ بقول آپ کے وہ تو قرآن پر ایمان ضرور رکھتے ہیں پھر بتایئے اون کے مذہب میں جھوٹ جائز ہوا یا نہیں۔
ارے صاحب قرآن میں فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم سورہ مائدہ میں پڑھیے کہ جو مضطر ہو کسی مخمصہ میں اور نیت اوس کی نہ ہو تو اوس کیلیے سب جائز ہے جس کے نسبت تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۷ میں ہے کہ اوس کے لیے میتہ کھانا جائز ہے

تو کیا اس سے یہ کہا جائیگا کہ مسلمانوں میں عام طور سے میتہ جائز ہے پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ
اگر شیعوں کے یہاں جھوٹ بولنا جائز ہے تو آپ کے یہاں میتہ کھانا جائز ہے مگر ہم ایسا نہیں
کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ شیعہ سنی دونوں کے یہاں جسطرح میتہ حالت اضطرار میں جائز ہے
اوسی طرح تقیہ بھی بحکم خدا و رسول جائز بلکہ بعض جگہ واجب ہے

مگر نہ معلوم آپ نے یہ کیونکر کہا "آج کوئی بت پرست بھی نہ ملیگا جو جھوٹ کو اچھا سمجھتا ہو"
کیونکہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ضرورت کے وقت جھوٹ نہ بولتا ہو یا اسکو
جائز نہ جانتا ہو۔ اور آپ کے مذہب میں تو جھوٹ کسی طرح حرام ہی نہیں جیسا کہ ابھی
لکھا جاتا ہے اور اوسی پر قیاس کرکے آپ نے شیعوں کے نسبت ایسا لکھا۔

اثبات وجوب صدق بمذہب شیعہ

یہی وجہ ہے کہ چونکہ آپ کو نہ جھوٹ میں باک ہے
نہ زنا میں اسی لیے تقیہ اور متعہ پر سب سے زیادہ
آپ کا اعتراض ہے حالانکہ تقیہ اور متعہ اسی لیے جائز کیا گیا ہے کہ آدمی جھوٹ بولنے سے
اور حرام کاری سے پرہیز کرے۔

دیکھیے جھوٹ کو شیعہ اس قدر ناجائز جانتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو جھوٹ بولتے سنتے ہیں تو
پھر اوس کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے اور آپ کے یہاں جھوٹ کو یہ درجہ حاصل ہے کہ
اگر ہزار مرتبہ جھوٹ بولے تو اوس کے پیچھے نماز اوسی طرح درست ہے جسطرح ایک سچے
آدمی کے پیچھے اگر آپ ایک عالم کا فتویٰ بھی ایسا دکھائیں جس نے جھوٹے کے پیچھے
نماز پڑھنے کو ناجائز کہا ہو تو صد روپے دستخط کنندہ آپ کو انعام ملیگا مگر اپنے ایسے عالموں کا فتوے
نہ شایع کیجیے بلکہ ویسے عالم کا جو آپ کے فرقہ میں مسلم الثبوت صاحب فتوے ہو۔

بہر حال چونکہ آپ نے دعوے کیا ہے کہ شیعوں کے یہاں سچ بولنا حرام ہے اور جھوٹ بولنا
عبادت ہے جس سے ممکن ہے وہ جہال جو آپ کو سچا جانتے ہوں گمراہ ہوں لہذا چند حدیثیں
اصول کافی کلینی سے صدق کے متعلق لکھی جاتی ہیں

جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں چھوٹا کذب بڑا کذب دونوں سے پرہیز کرو
یعنی دل لگی و مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولو

جناب امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں ہر برائی کے لیے ایک قفل ہے مگر سب قفلوں کی کنجی کذب
ہے اور کذب شراب سے بھی بدتر ہے کذب سے ایمان خراب ہو جاتا ہے
کبائر سے ہے کوئی شخص ایمان کی حلاوت نہیں پاتا جب تک کذب کو نہ ترک کرے بہتر

ہیں یہاں تک کہ دل لگی اور مذاق میں جناب امیر فرماتے ہیں جھوٹے کے ساتھ
بھی نہ رہو صفحہ ۲۴۴ کافی۔

علاوہ ان کے ہزاروں احادیث ہیں جن میں کذب و نفاق کی اس قدر مذمت ہے کہ اوسکی
حد نہیں یہانتک کہ کذب علامت نفاق ہے۔

اب اہلسنت کے یہاں آیئے دیکھیے وہ کیا کہتے ہیں احیاء العلوم امام غزالی میں ہے
اعلم ان الکذب لیس حرام لنفسہ یعنی جھوٹ بولنا بنفسہ حرام نہیں ہے بلکہ جب
کسی کو ضرر ہو پہنچے وہی ہماکان واجبا اگر ادوقات کذب واجب ہوتا ہے بہت سی
جگہوں میں کذب صدق سے بہتر ہے فالکذب فیہ مباح بعض جگہ کذب مباح ہے
مرد جو عورت سے جھوٹ بولے یا عورت مرد سے وہ جھوٹ نہیں ہے (پھر کہا ہے)
فاکذب یا امیر المومنین قال نعم فاکذبی ایک عورت نے حضرت عمر سے
پوچھا کیا میں جھوٹ بولوں فرمایا ہاں جھوٹ بول۔
خود حضرت کی سے حدیث ہے کہ مرد عورت سے جھوٹ بول سکتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے
اپنے جان و مال کے حفظ کے لیے جھوٹ بولے اگر کوئی زنا کرے یا شراب پیئے
تو اوس سے انکار کرے اگر کسی کو اپنے بھائی کا راز معلوم ہو تو انکار کردے یہانتک
کہ کہتے ہیں وقد ظن ظانون انہ یجوز وضع الاحادیث فی فضائل الاعمال و
فی التشدید فی المعاصی وزعموا ان القصد منہ صحیح ص۶۵
یعنی بہت لوگوں نے گمان کیا ہے کہ جھوٹی حدیثیں بنانا فضائل اعمال میں اور تشدد بد معاصی
میں جائز ہے کیونکہ غرض و سکی صحیح ہے

مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں ہے۔
کہ سب سے زیادہ ضرر مسلمانوں کو اوس قوم سے پہونچا جو زاہد کہے جاتے ہیں کہ اونھوں نے
وضعی حدیثیں بنائیں کار ثواب سمجھکے اور لوگوں نے اون پر اعتماد کرکے اون کی حدیثوں کو
لے لیا کیونکہ جانتے تھے یہ بڑے معتمد اور قابل اعتبار ہیں

اور امام سمعانی کہتے ہیں کہ بعض کرامیہ اس کے قائل ہیں کہ وضعی حدیث بنانا ترغیب و
ترہیب میں جائز ہے جس کی مثال ابی عصمہ موجود ہے کہ اوس سے کسی نے پوچھا تم ہر ہر
سورہ کے اسقدر فضائل و مناقب بذریعہ عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہو یہ کہاں
سے ملی تو اوس نے کہا میں نے دیکھا کہ سب لوگ فقہ ابو حنیفہ اور مغازی ابن اسحق میں

مشغول ہیں لہذا ہمنے محض خوشنودی خدا کے لیئے ان حدیثونکو گڑھ دیا اسی طرح ایک بڑی لمبی حدیث ابی بن کعب سے فضیلت قرآن میں منقول ہے جو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایک جماعت نے ملکر اس کو بنایا ہے اور تفسیر واحدی میں وہ روایت درج ہوگئی ہے اور بہت سے مفسروں نے اسکو لکھا ہے۔

اب فرمایئے کہ جھوٹ کس مذہب میں جائز ہے اور کون اس کو کار ثواب سمجھکر جھوٹ بولتا ہے کیونکہ شیعوں کے یہاں تو صرف تقیہ جان مال آبرو بچانے کے بضرورت مذہبی جائز ہے اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو تقیہ نہ کرتا ہو خواہ حاکم سے یا اپنے افسر سے بلکہ باپ بیٹا سے یا بیٹا باپ سے۔ میاں بی بی سے۔ بی بی میاں سے جس کو ہر شخص جانتا اور برتتا ہے بخلاف شیعونکے کہ وہ ایسے مصیبت میں وقت وفات رسول سے مبتلا ہوئے کہ شیعہ کہلانا ہی جرم قرار پایا گیا تھا

مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محل کے بڑے مشہور عالم ہیں اپنے کتاب ظفر الامانی میں لکھتے ہیں کہ یہ ابو نوح جس نے اتنی حدیثیں بنائیں کوئی معمولی شخص نہ تھا اسکا لقب جامع مشہور تھا کہ سب علوم کا جامع تھا۔ ابو حنیفہ ابن ابی لیلہ کا فقہ میں شاگرد تھا اور حجاج بن ارطاۃ وغیرہ کا حدیث میں اور تفسیر میں کلبی کا اور مغازی میں محمد بن اسحق کا شاگرد تھا و مع جلالتہ کان من الوضاعین باوصف ایسے جلالت قدر کی وہ حدیثیں بنایا کرتا ۱۷۳ھ میں وفات ہے ص ۲۵۷

ابن جوزی نے حدیث بنانے والونکی سات قسم بتائی ہے (۱) کوئی تو اپنے مذہب کے لیے حدیث بناتا ہے جیسا کہ خطابیہ اور سالمیہ ہے (۲) کوئی خوشامد میں خلفا اور امرا کے بناتا ہے (۳) کوئی اسی ذریعہ سے روٹی کماتا ہے (۴) کوئی اپنے اولاد کو یا وارثین کو وضعی حدیثیں بنا کر دیتا ہے اور وہ اپنے اوستادون کو دیتے ہیں (۵) کوئی مجتہد اپنے فتوے اور رائے کے تائید میں حدیث بناتا ہے (۶) کوئی حدیث کے سندکو اولٹ پلٹ کردیتا ہے کہ لوگ اس حدیث کو عجیب سمجھکر قبول کریں (۷) کوئی اس لیئے حدیث بناتا ہے کہ لوگ اعمال خیر میں مشغول ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو زہد کے طرف منسوب ہیں انکا ضرر سب سے زیادہ عظیم ہے کیونکہ وہ اس کو کار ثواب سمجھکر بناتے ہیں اور لوگ اون کے حدیثونکو کما اعتماد مان لیتے ہیں ص ۲۵۳

کار ثواب سمجھکر حدیث بنانے پر لکھتے ہیں کہ انہیں زاہدوں سے وہ حدیثیں منقول ہیں

جو نماز رغائب اور نماز ماہ رجب اور نماز ماہ شعبان کے بارے میں وارد ہیں یا چند تاریخوں میں روزہ رکھنے کا ثواب ہر ماہ رجب میں فان هذه الاحادیث کلها من وضع الزهاد الجهلة فتقبلها جمع من اکابر الصوفیة بحسن ظنهم رسم ۲۵۳

یہ سب وضعی حدیثیں ہیں جن کو جاہل زاہدوں نے بنایا اور بڑے بڑے اکابر صوفیہ نے اوسکو قبول کر لیا اب بتایئے جھوٹ دروغ افترا کس مذہب میں جائز ہوا جو کار ثواب سمجھکر خدا ورسول کے خوشنودی کے لیئے حدیثیں بناتا ہو اور رسول پر افترا کرتا ہو؟ یا وہ شخص جو کسی ناجائز دباؤ سے یا شدید ضرورت حفاظت جان ومال سے تقیہ کرے

اگر اس سے زیادہ شوق ہو تو کتاب مستطاب جواب شر رصہ ۲۵۳ الغایت ۲۶۴ ملاحظہ فرمایئے جس میں ایک جدول دیا گیا ہے کہ کتنے لوگوں نے وضعی حدیثیں بنائیں ہم صرف اون لوگونکا نام لکھتے ہیں جنھوں نے ہزار سے زیادہ حدیثیں بنائیں احمد بن عبد اللہ بن خالد جویباری ہزار سے زیادہ صہ ۲۴ میزان الاعتدال احمد بن محمد بن فضل ۳ ہزار سے زیادہ حسن بن علی بن زکریا بن صالح ہزار سے زیادہ عبد اللہ بن ابی جعفر رازی دس ہزار۔ عثمان بن مقسم بری ۲۵ ہزار عمر بن ہارون بلخی ۷۰ ہزار محمد بن حفص حرامی ۵۰ ہزار ہشیم بن بشیر ۲۰ ہزار۔

اگر دنیا میں اسلام ہے۔ انصاف ہو تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جھوٹ کا حامی کون مذہب ہے جو اپنے مذہب کے تائید میں دو ہزار بلکہ ۲۰ ہزار ۲۵ ہزار ۵۰ ہزار وضعی حدیث بنائے یا وہ شخص جو جان بچانے کو کہدے ہم شیعہ نہیں ہیں سنی ہیں کیونکہ سنیوں کا زور صرف حکومت بنی امیہ یا بنی عباس ہی میں نہ تھا بلکہ آج کل بھی ایسا ہی ہے کہ شیعوں کا کھانا پینا رشتہ ناطہ بند کر دیا اور یہی غرض ہے اڈیٹر النجم کی کہ جسطرح لکھنؤ میں دونوں جماعت کو لڑوایا اوسیطرح ضلع سارن میں بھی فساد کردیں۔

اڈیٹر صاحب اگر کچھ بھی غیرت دار ہونگے تو دو چار آدمیوں کا بھی نام لکھینگے جنھوں نے شیعوں نے بتصریح علمائے شیعہ دو چار حدیث بھی وضعی بنائی ہو اور ہم اس کے مقابلہ میں ۲۰۰ دو سو نام ایسے لکھ سکتے ہیں جنھوں نے بتصریح علمائے اہلسنت بہت سی وضعی حدیثیں بنائیں شرح مشکوۃ صہ ۲۵ جلد ۴ دیکھیے

احادیث در مناقب وفضائل وے (ابوبکر) از صحاح وحسان وضعاف بسیار وارد شدہ وبعضے محدثان بر بعض از انہا حکم بوضع کردہ اند پس جب خود خلیفہ اول کیلئے

وضعی حدیثیں بنائی گئی تھیں تو اوروں کا کیا ذکر

اب آیئے اپنے صحیح مسلم کو دیکھیے کہ خود حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب امیر اور حضرت عباس ابوبکر کو اور ہمکو کاذب غادر خائن آثم جانتے ہیں

تو دو ہی صورت ہوسکتی ہے یا تو حضرت عمر نے جناب امیر و عباس پر اسکا اتہام لگایا تو حضرت عمر کاذب قرار پائے یا یہ کہ عمر نے سچ کہا جناب امیر و حضرت عباس اون کو کاذب جانتے تھے تو پھر دنیا میں کون مسلمان ہوسکتا ہے جو حضرت عمر کو کاذب نہ جانے کیونکہ اس سے تکذیب جناب امیرؑ و عباس لازم آتی ہے جن کے صداقت کی گواہی خدا و رسول نے دی ہے۔

یہی تو سبب ہے کہ اوڈیٹر النجم کے مذہب کی بنیاد سراسر کذب پر ہے اگر وہ جھوٹے دنیا میں نہ ہوتے تو ہرگز انکا وجود نہ ہوتا۔

حضرت عمر کو کاذب جاننے والے صرف جناب امیرؑ و عباس ہی نہ تھے بلکہ بہت سے صحابہ نے ان کی تکذیب کی ہے

کنز العمال میں ہے فقال عمر کذبت قال انت اکذب صفحہ ۲۸۵ جلد اوّل۔

عمر نے حضرت ابی بن کعب سے کہا تم جھوٹے ہو تو ابی نے کہا تم اکذب (بڑے جھوٹے) ہو

خیانت اون کی ایسی تھی کہ آج تک قرآن مجید میں علم اللہ انکم تختانون انفسکم انہیں کے بارے میں باتفاق مفسرین وارد ہے کہ خدا خوب جانتا ہے تم لوگ خیانت کرتے ہو۔

تفسیر کبیر میں ہے وانھم عمر فی افشاء سرہ صفحہ ۶۰۹ جلد ۵

کہ رسول اللہ نے عمر کو راز کے فاش کرنے میں متہم سمجھا۔

پھر بتایئے جس مذہب کے امام اور خلیفہ ایسے ہوں کہ وہ جناب امیر و حضرت عباس کے نزدیک کاذب۔ خائن۔ آثم۔ غادر ہوں اوس مذہب میں اوس مذہب میں جھوٹ بولنا جائز ہوگا؟ یا اوس مذہب میں جس کے امام کو اگرچہ ظالموں نے شہید کیا مگر کسی میں جرات یہ نہ ہوسکی کہ اوس کی تکذیب کریں دیکھیے اوسی حدیث صحیح مسلم میں راوی نے یہ بھی بیان کردیا تھا کہ معاذ اللہ حضرت عباس نے جناب امیرؑ کو کاذب کہا تھا تو ایسی چل چل پڑ گئی کہ آخر وہ الفاظ نکالدیئے گئے حالانکہ تمامی اہلسنت کا اجماع صحت صحیح مسلم پر ہے چنانچہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۰۳ ج ۲ میں ہے

وحاش للہ یعنی ان کان فیہ بعض ھذہ الاوصاف فضلا عن کلھا واذا
انسدت طرق تاویلھا نسبنا الکذب فیہا الی رواتھا وقد حمل البعض علی
ان ازال ھذا اللفظ من نسختہ

یعنی پناہ بخدا کہ جناب امیر میں کوئی وصف ایسا پایا جائے چہ جائیکہ کل اوصاف اور جب
طرح راہیں بند ہونگی تو ہم کہیں گے کہ راوی جھوٹا ہے اسی لیئے بعض نے اس لفظ کو اپنے
نسخہ سے نکالدیا

دیکھیئے جناب امیر پر کل مظالم پورے ہو گئے جو روایات اہلسنت میں موجود ہیں مگر جب یہ
لفظ آگیا تو اس لفظ کو نکالدیا صحیح مسلم کو غلط کہدیا حالانکہ اوس کے صحت پر اجماع ہے
مگر جب وہی لفظ ابو بکر عمر کے نسبت اوسی صحیح مسلم میں استعمال ہوا تو کسی کو اس کی نہ فکر
ہوئی نہ اس لفظ کو نکالا۔ نہ راوی کی تکذیب کی۔ کیونکہ کذب تو اس مذہب میں
جائز ہے پھر اگر خلیفہ جھوٹ بولیں تو کیا ہرج ہے۔

کذب کے صفت سے صرف شیخین ہی نہیں متصف تھے بلکہ اور صحابہ کے نسبت بھی
کہا گیا ہے چنانچہ اوسی مجمع البحار میں ہے۔

کذب ابو محمد۔ ابو محمد صحابی نے جھوٹ کہا فقال کذبت عمر نے سمرہ صحابی کو
کہا تو جھوٹا ہے۔ صفحہ ۲۰۲۔

امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ مزوری تمہارے یہاں ہے تو انگلی ہتھیلی پہ رکھ کر کہا
یہاں مزوری نہیں ہے اور مزوری یہاں کیا کریگا۔ صفحہ ۱۸۳ اعلام الموقعین

حذیفہ بن الیمان۔ عثمان کے بعض باتوں پر قسم کھانے لگے کہ ہمنے نہ کہا ہے نہ سنا ہے تو
راوی نے کہا یہ کیا تم قسم کھاتے ہو حالانکہ ہمنے خود تم کو بعض باتیں کہتے سنا ہے تو حذیفہ
نے کہا ہم اپنے دین کے بعض باتونکو بعض باتوں سے خرید لیتے ہیں کہ سب جاتا ہے صفحہ ۸۳
ابراہیم سے کسی نے کہا کہ ہم کبھی کسی کو برا بھلا کہتے ہیں پھر کیونکر معذرت کریں تو کہا
یوں کہو واللہ ان اللہ لیعلم ما قلت لہ ذلک من شیئ یعنی قسم خدا کی وہ خوب
جانتا ہے کہ ہمنے یہ بات کسکو نہیں کہا۔

ابراہیم خوف حجاج سے گھر میں چھپے تھے تو اپنے اصحاب سے کہنے لگے کہ اگر کوئی پوچھے تو
کہدیا کرو ہم نہیں جانتے وہ کہاں ہیں اور یہ ارادہ کیا کرو کہ نہ معلوم کس مکان میں ہیں

غرض تقیہ اگر دنیا سے اوٹھ جائے تو پھر نہ نظام سلطنت درست رہ سکتا ہے نہ نظام مذہب کیونکہ جتنی سلطنتیں دنیا میں قائم ہوئیں اونکی ابتدا تقیہ سے ہے جتنے مذاہب دنیا میں رونما ہوئے تقیہ سے تقیہ ہی تھا جس سے اسلام نے اتنی ترقی کی کہ مکہ ایسے سرزمین میں چالیس آدمی سے زیادہ مسلمان ہوچکے کہ خلیفہ اول بھی اسلام لائے اگر ان کی جلد بازی نہ ہوتی کہ اس قلیل جماعت کو کافی سمجھ لیا تو اسلام اور بھی ترقی کرتا اور کسیکو گزند نہ پہونچتا مگر ان کے کم بینی نے یہ روز دکھایا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھ ہو... اور اوس کمبخت کے ہاتھ میں پیوند ا جوتہ تھا جس سے اور بھی انکو تکلیف ہوئی۔

غرض حضرت کے تقیہ نے آپ کو اسپر مجبور کیا کہ دار ارقم میں آپ روپوش ہوں اور لوگونکو مخفی ہدایت کریں جتنے ابتدائی مسلمان ہیں وہ سب اوسی دار ارقم کے مسلمان ہیں۔ عمر صاحب کے اسلام ظاہری نے بہت گزند پہونچایا کیونکہ یہ بھی تقیہ کے خلاف تھا جسکا نتیجہ رسول اللہ کو یہ ملا کہ تین برس تک شعب ابوطالب میں آپ محصور رہے پھر بتاؤ! اس تقیہ پر اعتراض کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر کیونکہ تقیہ ہی اسلام کی جان ہے

دیکھو اگر رسول اللہ تقیہ نہ کرتے تو ہجرت کرکے مدینہ کیونکر آتے کیونکہ اپنی بستر خواب پر اپنی سبز چادر اوڑھا کر جناب امیرؑ کو سلانا اور تن تنہا اوس مجمع کثیر سے آنکھ بچا کر چلے جانا تقیہ ؒ نہ تھا تو کیا تھا آپ تو عمر والی ترکیب پر خوش ہونگے کہ مدینہ جاتے وقت پچاس آدمیونکے ساتھ نکلے ہیں اور رسول اللہ اس مصیبت سے کہ تنہا ہیں۔ ابوبکر خلاف حکم چلے تھے تو اور حضرت کو تکلیف پہونچی کہ کافر سمجھ کر بھاگے جس سے آپکا پیر زخمی ہوا اور خون نکلا۔

بتائیے اگر تقیہ نہ تھا تو حضرت نے ابوبکر کو لاتحزن کیوں فرمایا اسی وجہ سے کہ اونکے رونے کی آواز کافر سنینگے اور آکر ہمکو ایذا دینگے ورنہ یہ رویا کرتے حضرت کو منع کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ جب راہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو ابوبکر یہ نہ کہہ سکے کہ یہ رسول اللہ ہیں بلکہ کہا یہ ایک راہ نما ہیں۔ اسی کا نام تقیہ ؒ ہے حالانکہ اگر وہ کہدیتے کہ یہ رسول اللہ ہیں تو حضرت کا یا انکا کچھ نہ بگڑتا کیونکہ وہ ایک شخص تھا یہ تین آدمی تھے۔

بہر حال تقیہ وہ چیز ہے کہ کسی عاقل کو اوس سے چارہ کار نہیں خواہ وہ مسلم ہو

یا کافر سبھی نے تقیہ کیا ہے اور کرتا ہے اسپر اعتراض کرنیوالا کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا دیکھو رسول اللہ نے جو اون بارہ منافقوں کا نام بجز حضرت حذیفہ کسیکو نہ بتایا۔ یہ تقیہ نہ تھا تو کیا تھا حالانکہ بقول اہلسنت ابوبکر عمر صاحب حضرت کے بڑے رازدار تھے جبیر حدیث بھی بنائی گئی ہے ما صب اللہ فی صدری شیئا الا صببتہ فی صدر ابی بکر کہ جو کچھ ہمارے دل میں ڈالا گیا تھا وہ ابوبکر کے دل میں ڈالدیا مگر یہ علم وہ ہے جو ابوبکر کو نہ ملا جس نے وہ حدیث بھی غلط ہوئی اور تقیہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت نے ابوبکر عمر سے تقیہ کیا۔

مولوی عبد الشکور صاحب کا ترجمہ اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۶ ملاحظہ ہو۔

آپکا نام اسی طرح لیا جاتا ہے حذیفہ صاحب سر رسول اللہ فی المنافقین منافقوں کے حالات رسول خدا نے سوا حذیفہ کے اور کسیکو نہیں بتلائے تھے حضرت عمر نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کیا میرے عمال میں کوئی منافق ہے حضرت حذیفہ نے کہا ہاں ایک ہے حضرت عمر نے پوچھا وہ کون ہے انھوں نے کہا میں یہ نہ بتاؤنگا"

اب اس سے بڑھ کر کونسا تقیہ ہوسکتا ہے کہ غزوہ تبوک سے مراجعت کیوقت حضرت کو بارہ منافق گھیریں اور ہلاک کرنا چاہیں مگر اونکا نام آپ نے نہ خلفائے ثلثہ کو بتایا نہ کسی مہاجر کو بلکہ حذیفہ بن یمان کو بتایا جو انصار سے بھی نہیں ہیں بلکہ انصار کے حلیف ہیں ان کے اسلام کا زمانہ جنگ احد سے (۳ھ جس میں ان کے باپ شہید ہوئے) تو کیا اب بھی کسی کو تقیہ کی ضرورت اور وجوب میں شبہہ ہوسکتا ہے حالانکہ یہ وہ زمانہ ہے کہ آفتاب رسالت دائرہ نصف النہار تک پہونچگیا ہے تمام عرب آپکا تابع ہے سرحد روم تک اسلام کا پھریرا لہراتا ہے مگر رسول اللہ تقیہ کرتے ہیں کہ اون لوگونکا نام بھی نہیں بتلا سکتے جنھوں نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تھا کیونکہ وہی لوگ تو خلیفہ بننے والے تھے اور اسی واسطے حضرت کو قتل کرنا چاہا۔

مولوی عبد الشکور صاحب نے اس ترجمہ میں یہ لکھا ہے کہ عمر صاحب حذیفہ سے پوچھتے تھے ہمارے نوکروں میں کوئی منافق ہے یا نہیں مگر افسوس تمامی علما اسکی تصریح کر رہے ہیں کہ خود عمر صاحب اپنے نسبت سوال کرتے ہیں چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں صفحہ ۷۹ ورق قلمی

فکان عمر رض یسال حذیفہ عن حدیث العقبہ ویسالہ عن علامات النفاق ھل یدرے فیہ شیئا منہا یعنی عمر حضرت حذیفہ سے پوچھا کرتے کہ تم کچھ علامات نفاق

ہم ہیں پاتے ہو یا نہیں مگر کوئی روایت حضرات اہلسنت ایسی نہیں لا سکتے جس میں حذیفہ نے کہا ہو کہ تم منافق نہیں ہو پھر عجیب ہے کہ اڈیٹر صاحب نے کیوں لکھا کہ عمر اپنے ملازمین کے نسبت سوال کرتے حالانکہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی میں ہے ص۲۲۷ ج ا
من روایتہ قول عمر یا حذیفہ باللہ انا من المنافقین یعنی زید بن وہب کے روایت سے ہے کہ عمر نے حضرت حذیفہ سے کہا قسم خدا کی اے حذیفہ ہم منافقین میں ہیں پھر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے اصل واقعہ کو چھپا کر یہ کیوں کہا کہ عمر صاحب اپنے ملازمین کے نسبت سوال کرتے۔

اب تو کسیکو نہ خود رسول اللہ کے تقیہ میں عذر ہوگا نہ خود حذیفہ ایسے صحابی کے تقیہ میں کہ عمر اپنے نسبت یا اپنے ملازمین کے نسبت سوال کرتے ہیں اور وہ نہیں بتاتے اس سے بڑھکر کونسا تقیہ ہو سکتا ہے حالانکہ یہ ایسا امر ہے کہ اسکو تمام عالم میں مشتہر کرنا چاہیئے کہ فلاں شخص منافق ہے ہر شخص کو اوس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

چونکہ اہلسنت عموما اور مولوی عبد الشکور خصوصاً صحابہ کے نام پر مرتے ہیں کہ وہ ایسے دیندار تھے لہذا اسد الغابہ کے اس عبارت کو دیکھ لیجیئے "حضرت عمر بن الخطاب نے ایکمرتبہ اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنی اپنی خواہشیں بیان کرو چنانچہ لوگوں نے خواہش کی کہ یہ گھر مال سے اور جواہر سے بھر جائے" ص۲۶۸

اب تو تصدیق کلام الٰہی میں کسیکو عذر نہ ہوگا کہ وہ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرہ کہ اے صحابہ تمسے کچھ لوگ تو دنیا کے طلبگار ہیں اور کچھ لوگ طالب آخرت کیونکہ آپ نے دیکھ لیا جو اصحاب رسول خدمت عمر میں حاضر ہیں وہ اس قدر مال غنیمت اور فتوحات عمری پر بھی یہی خواہش رکھتے ہیں کہ یہ گھر مال جواہر سے بھر جائے پھر فرمائیے بھلا ایسے لوگ حضرت علی کیساتھ ہو سکتے تھے؟

حضرت حذیفہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے عثمان کے بعد مدائن میں وفات پائی اور جناب امیر طی الارض فرما کر جا کر اون کی تدفین و تکفین کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہر حال چونکہ بحث تقیہ کا خاتمہ منظور ہے لہذا خود اڈیٹر صاحب کے تحریر سے ایک ایسی تقیہ کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے جو خود خداوند عالم کا تقیہ ہے دیکھیئے اپنے اخبار نمبر۲ جلد ا مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۲۳ھ میں لکھتے ہیں

اگر کوئی کہے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اس سورت میں منافقوں کی مذمت نازل ہوئی تھی
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے معالم التنزیل میں لکھا ہے ۔ قال
عبد اللہ بن عباس انزل اللہ تعالیٰ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائہم
واسماء اٰبائہم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمومنین فلا یعیرون بعضہم بعضا
لان اولادھم کانوا مومنین یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ
تعالے نے ستر منافقوں کا تذکرہ کیا ہے مع ان کے اور ان کے باپ کے ناموں کے پھر محض
مسلمانوں پر مہربانی کیوجہ سے نام منسوخ کر دیئے گئے تاکہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دے کیونکہ
اونکی اولاد مسلمان تھی ۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سورت میں منافقوں کی
مذمت نازل ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نام منسوخ کر دیئے گئے کسی نے نکال نہیں ڈالے
تمام ہوئی عبارت انجم ۔

اڈیٹر صاحب کی غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ صحابہ نے ستر نام قران جو منافقوں کی
مع اونکے باپ کے نازل ہوئے تھے اونکو صحابہ نے نہیں نکالا بلکہ خود خدا نے منسوخ کر دیا ۔
بہت اچھا تو پھر اسکو تقیہ نہ کہا جائیگا تو کیا کہا جائیگا کیونکہ جب تک وہ منافق مسلمان نہ ہوئے تھے
اوسوقت تو خداوند عالم کو اونپر یہ غصہ رہا کہ صرف اونہیں منافقوں کا نام نہیں لکھا بلکہ اونکے
باپ کا بھی نام دیدیا کہ پھر کسیکو شک نہ رہے مگر جب وہ منافق جنکی تعداد ستر تھی مسلمان ہو گئے تو
خدا ڈر گیا اور اون ناموں کو نکالنا پڑا اگر ہائے خداوند عالم کو اپنے حبیب خاص رسول اللہ کا
خیال اتنا بھی نہ ہوا کہ جسطرح اون ستر منافقوں کا نام نکالا تھا ابو لہب کا نام بھی نکال دیتا
جس سے پھر کسیکو اس میں عذر نہیں رہ سکتا کہ یہ کارروائی خلفا کی ہے ورنہ اگر یہ مانا جائے
کہ خدا نے بعد نزول نکالا تو لازم آتا ہے کہ اوس وقت وہ جاہل تھا جس کو یہ معلوم نہ تھا
کہ چند ہی روز میں یہ مسلمان ہونیوالے ہیں ۔

پھر جب خود خداوند عالم اسطرح تقیہ کرے کہ ستر ناموں کو نازل کرنیکے بعد منسوخ کر دے
کہ کہیں ایسا نہو ان ناموں کے رہنے سے مسلمان ناراض ہوں اور پھر کسی کافر کی مذمت نہ رہی
باستثنا ابولہب جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ رسول کا چچا ایسا کافر تھا کہ ویسا کوئی
کافر نہیں ہوا پھر اوسکا رسول ایسا تقیہ کرے کہ اپنے قاتلوں کا نام بھی کسکو نہ بتائے یہانتک
کہ خلیفہ دوم کو یقین ہو جائے کہ ہمارا نام بھی حضرت نے لیا ہے تو اب اس تقیہ پر

اعتراض کرنے والا بجز کافر کون ہو سکتا ہے۔

۲ اگر تقیہ نہ تھا تو عمر نے بروز خم غدیر کیوں کہا بخ بخ لک یا ابن ابیطالب لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ مبارک ہو مبارک ہو تمکو اے پسر ابوطالب کہ آج کے روز تمنے صبح کی اس حالت میں کہ ہمارے مولا ہوئے اور ہر مومن و مومنہ کے دیکھئے اگر اوس روز تقیہ کرکے جناب امیر کے خلافت و ولایت کو نہ قبول کرتے تو کیا حشر ہوتا۔

دیکھیے خود وہ اپنی حالت کو اوس روز کی بیان کرتے ہیں مودۃ القربی سید علی ہمدانی میں ہے ص۱۶

وعن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا علما فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ و اخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شہیدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عقدا لا یحلہ الا منافق فاخذ بیدی تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی

غرض تقیہ کا احسان صرف مومنین ہی پر نہیں ہے جسنے اون کے جان کو بچایا اونکی دین و ایمان کو رواج دیا بلکہ کفار و منافقین پر بھی اوسکا احسان عظیم ہے کیونکہ منافق کا خطاب اسی وجہ سے ملا ہے کہ وہ اپنے نفاق کو مخفی کرتے ہیں بس تقیہ اور نفاق میں یہی فرق ہے کہ تقیہ میں کفر یا خلاف حق ظاہر کیا جاتا ہے کہ شر اعدا سے محفوظ رہیں اور نفاق میں اس کے برعکس ہوتا ہے کہ اسلام ظاہر کیا جاتا ہے حالانکہ دل میں کفر ہے لہذا منافق مذموم ہے اور مومن تقیہ باز ممدوح کیونکہ وہ کفر و نفاق کی صورتیں ظاہر کر رہا ہے کہ کفار کے شر سے محفوظ رہے مگر منافق اسکو نفاق کہتا ہے جسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ کفر کو یا خلاف واقع امر کو ظاہر کرکے ہمارے پنجہ سے نجات پائی جس سے اسلام محفوظ رہ گیا اور مٹ نہ سکا۔

باب دوم

اب ہم بزرگان اہلسنت کے کذب و دروغ سے چشم پوشی کرکے خود اڈیٹر صاحب النجم کے چند دروغ گویوں کو صرف اسی رسالہ فتح المبین سے اون کے دکھاتے ہیں جنکے بعد ملاوت

آیہ کریمہ میں کسی مسلمان کو عذر نہ ہوگا۔
کذب اول آیہ کریمہ فقطع دابر القوم الذین ظلموا کا لکھنا ہے تفسیر ابو سعود میں ہے
ای اخرھم بحیث لم یبق منھم احد صہ ۶۵ جلد ۲ تفسیر کبیر یعنی ایسی حالت ہو کہ
اوس قوم سے کوئی باقی نہ رہے پھر نہ معلوم اس آیہ کا استعمال یہاں کیونکر جائز ہوگا۔
جبکہ شیعوں کی جسمانی اور برہانی قوتیں تو آپ کے آمد یا اسطرح کے مناظرہ کے خواہش
سے کسی طرح کی کمی نہ آئی بلکہ اور بڑھ گئی کیونکہ آپ کے ہم مذہب والونکو جو آپ کی
چال بازی نہ معلوم تھی وہ بخوبی ظاہر ہوگئی کہ اس فرقہ کے مولوی ایسے ہوتے ہیں ہاں
اگر یہ مقصود ہو کہ آپ کے فتنا کا استیصال ہوگیا تو ممکن ہے کیونکہ تمامی اہل سیوان
نے آپ کے فتنہ و فساد کو جانچ لیا جسکے بعد امید نہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی آپ کے
دام تزویر میں آسکے دوسری دلیل آپ کے مصداق آیہ ہونے کی یہ ہے کہ
خداوند عالم فرماتا ہے یا یھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا
تولوھم الادبار جب کافروں سے جنگ میں ملاقات کرو تو پشت نہ پھیرا کرو اور یہ
باتفاق مفسرین اہلسنت ثابت ہے کہ خلفائے ثلثہ مولین ادبار سے تھے تو اونہیں کے
پیرو اور معتقدین مصداق فقطع دابر القوم الذین ظلموا ہو سکتے ہیں کیونکہ دبر ادبار
کا استعمال اونہیں کے حق میں ہوا ہے نہ وہ لوگ جو شیعیان کرار غیر فرار سے ہیں
کہ وہ کبھی اس کے مصداق ہوئے بھی نہیں۔
کذب دوم فتح مبین نام رکھا ہے کیونکہ جب بحکم صاحب مجسٹریٹ بہادر سیوان
دونوں فریق مناظرہ سے ممنوع ہوگئے تو اسکا نام فتح کیونکر ہو سکتا ہے رہا یہ کہ
ادھر سے جو پہلا رسالہ شایع ہوا اوسکا نام فتح مبین رکھا گیا تھا تو اس وجہ سے کہ خدا نے
صلح حدیبیہ کو فتح مبین کہا ہے جس روز آپ کے خلیفہ دوم کو نبوت میں شک ہوا
اور اہل اسلام کو اسوجہ سے اوس روز فتح مبین حاصل ہوئی کہ جنگ کے وجہ سے
جو عرب کو اسلام میں توقف ہو رہا تھا وہ اس صلح کیوجہ سے جاتا رہا یہی اثر ہوا ہمارے
فتح مبین کا کہ اب اہل سیوان کو تسکین ہوگئی اور حقیت مذہب شیعہ میں اب کسی کو
تامل نہ رہا۔ اور جو چالیس اڈیٹر انجم کی تھیں وہ طشت از بام ہوگئیں۔
کذب سوم براعدائے اصحاب ختم المرسلین بھی محض غلط ہے کیونکہ شیعوں نے بڑھ کر

کوئی اصحاب رسول کا تعظیم کرنے والا نہیں ہے ہاں بجز آیہ کریمہ لاتر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون سورہ ہود س۱۲ ع۱۰

تم لوگ ظالموں کیطرف نہ میل کرو ورنہ دوزخ کی آگ تمکو لپٹ جائیگی اور خدا کے سوا کوئی تمھارا سرپرست نہیں ہے پھر تمکو کسی طرح کی مدد نہ ملے گی شیعہ اون لوگوں کے دشمن ہیں جو ظالم غاصب تھے خواہ وہ صحابی ہوں یا ازواج نبی ہوں اور یہ تو آپکو بخوبی معلوم ہے کہ شیعوں کو جو کچھ عداوت ہے وہ انہیں ظالمین غاصبین منافقین سے جنکو آپ بھی حسب قواعد مقررہ صحابی نہیں کہہ سکتے پھر اگر یہ جملہ جھوٹ نہیں تو کیا ہے

صفحہ ۲ میں چند آیتہ پر قبضہ کرنا چاہا ہے اور آخر میں فرمایا ہے "اہلسنت کا زمرہ مقدسہ ہے" مگر آہ آج تک اونکو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ **اہلسنت** کون ہیں اگر پیروان خلفائے ثلثہ مراد ہوں تو پھر اہل بدعت کون ہوگا کیونکہ پہلی بدعت جو سب بدعتوں کی جڑ ہے یہی ہے کہ خلاف حکم خدا اور رسول خلافت قائم ہوئی جو سب بدعتوں کی اصل ہے اگر آپکو اہلسنت کا پتہ لگانا ہے تو دیکھیے تلبیس ابلیس ابن جوزی صفحہ ۹۔

عن یوسف ابن اسباط قال قال سفیان یا یوسف اذا بلغک عن رجل بالمشرق انہ صاحب سنہ فابعث الیہ بالسلام واذا بلغک عن آخر بالمغرب انہ صاحب سنہ فابعث الیہ بالسلام فقد قل اہل السنۃ والجماعۃ یعنی سفیان ثوری نے کہا اگر تمکو معلوم ہو کہ کوئی شخص مشرق یا مغرب میں اہلسنت سے ہو تو اوسکو سلام کہو کیونکہ اہلسنت والجماعۃ بہت کم ہیں تو جب اوس زمانہ میں کہ تمام دنیا میں خلافت ثلثہ ہی کا زور تھا اہلسنت کی ایسی کمی تھی تو اب اہلسنت کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں کیونکہ اہلسنت درحقیقت تو وہی ہیں جو ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں جن کے بدولت بدعت کا وجود ہوا اور پہلی بدعت یہی قائم ہوئی کہ خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ بنائے گئے ورنہ دنیا میں کسی بدعت کا وجود بھی نہ ہوتا۔

کذب چہارم قولہ اس فتح عظیم کی روئداد جو حق جل برہانہ نے اہلحق کو محرم ۱۳۴۵ھ میں بمقام سیوان عطا فرمائی۔ الجواب

کیا اس جملہ کے کذب و دروغ ہونے میں کسیکو شبہہ ہو سکتا ہے کیونکہ خود ص۳ میں کہتے ہیں

ابھی مولوی علی حیدر صاحب آئے بھی نہ تھے کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر کی طرف سے سب انسپکٹر پولس چار نوٹس لیکر آئے"

کیا اسی کا نام فتح مبین ہے کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے مناظرے کو روک دیا اگر اسی کا نام فتح مبین ہے تو جتنے بلواؤں میں فساد روکا جاتا ہے وہ سب فتح مبین کا خطاب پا سکتا ہے اس میں بھی ایک دوسری افترا ہے کہ نوٹس چار آدمی کے نام تھی جس میں ایک میزبان مولوی علی حیدر صاحب بھی تھے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ میزبان تو حکیم فتح محمد صاحب تھے جن کے نام کوئی نوٹس نہ تھی بلکہ بنام مولوی عبدالشکور صاحب و حکیم محمد احسن صاحب سنی اور جناب مولوی سید علی حیدر صاحب و جناب حکیم محمد جواد صاحب رئیس حسین گنج تھی نہ بنام میزبان جناب مولانا۔ اسی لئے اصل فتح مبین میں نہیں لکھا گیا تھا۔ نتیجہ اس زحمت کا یہ ہوا کہ اڈیٹر النجم نے جو یہ مشہور کر رکھا تھا کہ شیعہ کبھی تقریری مناظرہ نہیں کر سکتے اسکا بطلان تمام اہل میوان اور الجوار پر بخوبی ظاہر ہو گیا ص۹

اڈیٹر صاحب النجم نے ایک دفعہ اور اسی کا اعلان کیا تھا اور تین مہینہ تک شایع کیا تھا (اڈیٹر اصلاح کا نمایاں فرار) ملاحظہ ہو غرا اڈیٹر النجم ص۸

واضح رہے کہ النجم کا ساتواں نمبر تھا مورخہ ۱۲ محرم ۲۳ھ کہ اونھوں نے لکھا ہے جہاں تک دیکھا گیا حضرات علمائے شیعہ مناظرہ تحریری کو زیادہ پسند کرتے ہیں مناظرہ لسانی پر کسی طرح راضی نہیں ہوتے بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اس میں نقض امن کا خوف ہے پھر ۱۴ ربیع الثانی کو لکھتے ہیں حضرات شیعہ اپنے گھر میں بیٹھ کے دلیری کے ساتھ ہر بات کا جواب دینے کے لئے اور ہر امر کا فیصلہ کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں مگر میدان مناظرہ میں آنے سے ہمیشہ ڈرتے ہیں ص۹ پھر یہی مضمون ۳۲ مورخہ ۷ جمادی الاولی ۲۶ھ مورخہ ۲۸ نمبر ۱۰ میں موجود ہے پھر مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۳۴ھ میں یہی لن ترانی ہے جسکا جواب الشمس ۳۲ و ۴ جلد ۲ ۲۴ھ میں لکھا گیا اگر آپ کا مقصود مناظرہ لسانی ہے تو میں اسکے لیے بھی تمامی علمائے شیعہ کی طرف سے آپ کے دعوت کی اجابت کرتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ کسی یورپین حاکم ضلع کو اسپر راضی کر لیجیے کہ تا زمان مناظرہ وہ اس جلسہ میں قیام فرمائیں کیونکہ مناظرہ لکھنؤ میں جو کارروائی آپ لوگوں نے کیا وہ سب کے پیش نظر ہے

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنے اخبار کے آئندہ نمبر میں اوس درخواست کو ضرور شایع کرینگے جو بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اس بارہ میں دینگے مع اوسکے حکم کے

صفحہ ۳ و ۴ جلد ۲

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بادی اسکا کون ہے کیونکہ کوئی شیعہ کبھی اس کو جائز نہیں رکھتا کہ کوئی کارروائی ایسی کرے جس سے فساد کا خوف ہو اسلیے جب اونکی دعوت قبول کی گئی تو اوس کے ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی گئی کہ کوئی یورپین حاکم ضلع افسر اس مناظرہ میں شریک رہا اور وہی حکم بھی ہوتا کہ فتنہ و فساد نہ ہو سکے

۱ اس زمانہ میں کوئی شریف آپ کو ایسا نہ ملیگا جو زبانی مناظرہ سے اجتناب کرتا کیونکہ تجربہ کہرہا ہے کہ جہاں ایسا مناظرہ ہوا وہاں فساد ضرور ہوا مگر اڈیٹر النجم کی غرض چونکہ یہی ہے اس لیئے ہمیشہ وہ اس کی فکر کرتے رہتے ہیں کہ جسطرح لکھنؤ میں خونریزی ہوئی اوسیطرح ہر جگہ اسی قسم کا فساد ہو۔

۲ اگر وہ سب تحریریں جو اس بارہ میں آج تک شایع ہوئیں یکجا جمع کیجائیں تو پوری ایک جلد طیار ہو کیونکہ ہر دفعہ اونھوں نے نیا رنگ پیدا کیا حفظ امن و تقرر حکم سے ہمیشہ گریز کرتے رہے آخر ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں فیمابین جناب سید حیدر حسین صاحب سابق اڈیٹر شیعہ اور مولوی عبد الشکور صاحب مدیر النجم یہ طے ہوا کہ مہاراج گوالیار سے استدعا کیجائے اور در صورت نامنظوری لارڈ بشپ اور آریہ سماج کے بڑے پنڈت صاحب کو حکم بنائیں کوشش فریقین کرینگے ملاحظہ ہو النجم جلد ۲ مورخہ ۲۲ ر ۲ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ با وجیکہ جناب حیدر حسین صاحب اڈیٹر شیعہ حکم بنانے کو قبول کیا مگر آگے چلکر عدول کیا اور یہی چاہا کہ یہ مناظرہ کسی طرح بلا اجازت گورنمنٹ اور بلا موجودگی حکم ہو جائے۔

چنانچہ ۳۲ھ میں وہ بلا تعیین تاریخ و بلا منظوری فریقین سیوان میں پہونچگئے جس کی کارروائی قرار اڈیٹر النجم میں شایع ہو چکی اور اسدفعہ ۲ محرم ۳۳ھ کو اوسکی ابتدا کی جسکا خاتمہ ۱۹ محرم کو ہوا کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر سیوان نے انتناعی حکم صادر فرمایا اور اسی کو وہ اپنی فتح قرار دیتے ہیں ۲ افسوس کہ جو طریقہ اونکے اسلاف کا چلا آرہا ہے اوس میں کسی طرح کمی نہیں ہوتی معویہ نے جب یزید کی

بیعت لینی چاہی تو مکہ میں برسرمنبر مجمع عام میں کہدیا کہ جناب امام حسین علیہ السلام
عبد اللہ بن زبیر وغیرہ نے یزید کی بیعت کرلی یہ کہکر منبر سے اُتر آیا اور سوار ہوکر
شام کیطرف روانہ ہوگیا حالانکہ کسی نے بھی بیعت نہیں کی تھی طبری ۲۰ تاریخ کامل جلد ۳
دھی ترکیب آج بھی جاری ہے کہ جھوٹی فریبی کارروائی کرکے چاہتے ہیں کہ
مسلمانوں کو گمراہ کریں مگر انکو نہیں معلوم اب وہ زمانہ نہیں رہا اون کے مذہب
میں بھی سمجھدار لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو حق و باطل میں تمیز کرسکتے ہیں۔

کذب پنجم ص۲ ناحق سنیوں کے دل آزاری پر کمر باندھی ہے صرف موضع کجھوہ ضلع
سارن سے تین رسالے ماہوار نکل رہے ہیں۔"

الجواب اسکا مطلب یہ ہے کہ اہلسنت کو بھڑکائیں اور اونکے عداوت و نفرت کو تیز کریں
حالانکہ (۱) اصلاح کی ابتدا بجواب مسٹر عبد الحلیم شرر ہوئی جنھوں نے حضرت سکینہ
کا جگر سوز ناول لکھا اب کون سنی ہے جو اس ناول کو پسند کرسکتا ہے اور اوسکے جواب
کے ضرورت کو نہیں مانتا (۲) الشمس خود بجواب النجم نکلتا ہے (۳) شیعہ بجواب
المحدیث وغیرہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے پھر تابی قصوروار کون ہے۔

آپ جانتے ہیں ہندوستان میں سب سے پہلے مناظرہ کی کتاب شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی نے تحفہ لکھا جسکے جواب میں شیعوں نے لکھ ڈالیں اخباری دنیا میں سب سے
پہلے نصیحۃ الشیعہ ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء سے شایع ہونا شروع ہوا ہے جس کی
بدولت اب مناظر بنے پھر رہے ہیں۔

کیا ہے کوئی سنی جو اسکا دعوے کرسکے کہ نصیحۃ الشیعہ کے پہلے
کوئی رسالہ ماہوار شیعہ یا سنی نے مذہبی بحث میں نکالا ہو اس رسالہ کے جواب میں
دو سنی کی بارہ جلدیں طیار ہوئیں جنمیں نہ معلوم کیسے کیسے راز سربستہ اہلسنت کو
ظاہر کیا اب بتلایئے اس کا ثواب یا عذاب کسپر ہوگا .... کیا آپ چاہتے ہیں کہ
شیعہ خاموش رہیں آپکا جواب نہ دیں۔

کذب ششم آپ نے رسالہ الشمس کے نمبر ۱۲ جلد ۵ کے صفحہ ۲ میں چھاپ دیا کہ میں دس
برس سے مدیر النجم کو مناظرہ کا اعلان دے رہا ہوں اور وہ حیلہ حوالہ کر رہے ہیں۔"

الجواب پہلے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھکر عبارت الشمس کو پڑھیے تو معلوم ہو

آپ کیسے کاذب ہیں دھوھنڈا مگر چونکہ آپ دس برس سے اسی طرح کا حیلہ حوالہ کر رہے ہیں لہذا حسب شرائط مندرجہ اصلاح نمبر ۹ آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ اگر آپ کو درحقیقت مناظرہ زبانی منظور ہے تو کھلا خط بنام اڈیٹر النجم کا بوس النجم جو اصلاح نمبر ۱ اپنے پرچہ میں بلفظہ شایع کیجیے خواہ جواب کیسا تھا یا بلا جواب اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو مفوات النجم مندرجہ اصلاح نمبر ۱۱ جلد ۱۶ اپنے پرچہ میں شایع کیجیے ورنہ ہم یہی سمجھینگے کہ آپ مناظرہ سے گریز کرتے ہیں ص۱۳ نمبر ۱۲ جلد ۸ الشمس سنہ ۱۳۳۰ھ

آپ کون سنی ایسا ہے جو الشمس کے عبارت میں اس عبارت کو دکھائے جو اڈیٹر النجم نے لکھا ہے؟ کیا یہ جائز ہے کہ عبارت خصم میں اسطرح کا تغیر و تبدل کرے جس سے مفہوم ہی بدلجائے؟ کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ اڈیٹر النجم نے اپنے خصم کے فرمائش کی تعمیل کی؟ کیا کسی شخص کو اس میں تامل ہو سکتا ہے کہ اڈیٹر صاحب نے شرائط مناظرہ کو نہ مانکر فرار کیا کیونکہ اڈیٹر الشمس پہلے ہی کہ چکے تھے ورنہ ہم یہی سمجھینگے کہ آپ مناظرہ سے گریز کرتے ہیں۔

کذب ہفتم تیسرا سال ہے کہ جناب مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم اڈیٹر اصلاح کی دعوت قبول کرکے سیوان تشریف لائے۔

الجواب پہلے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیے اور پھر عبارت صدر کہ ایک دفعہ بھی نہ اڈیٹر اصلاح نے دعوت دی نہ اڈیٹر الشمس نے نہ اڈیٹر خیعہ نے بلکہ کب کب آپ کی دعوت قبول کی پھر سے فرمایے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

کذب ہشتم مگر اڈیٹر اصلاح چار عذر تراشکر گھر سے باہر نہ نکلے۔

الجواب پہلے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیے اور فرار اڈیٹر النجم کو ملاحظہ فرمایے کہ ایک عذر بھی نیا نہیں کیا گیا بلکہ جو معاہدہ پانچ چھ برس سے تھا اوسکی یاد دہی کی گئی کہ کسی طرح آپ مجبورہ آئیں جب کسی طرح نہ منظور تھی تو خود مدیر اصلاح پہنچے مگر آپ اوس کے قبل روپوش ہو چکے تھے۔

کذب نہم اڈیٹر اصلاح اپنے گھر سے باہر نکلے اور اپنے صاحبزادہ کو سیوان بھیجکر اس قدر دلشکن اور توہین آمیز کلمات مذہب اہلسنت کے متعلق کہلوائے۔

الجواب اب تو کسی سنی کو بھی تلاوت آیہ کریمہ میں نہ عذر ہوگا کہ آپ جناب فخر الحکماء ملک

کے نسبت لکھتے ہیں گھر سے باہر نکلے حالانکہ کسی زمانہ میں بھی جناب فخر الحکما دام ظلہ نے
آپ کو قابل تخاطب نہ سمجھا نہ آپ کے زمانہ قیام سیوان میں گھر سے باہر نکلے نہ آپ
کے فرار کے بعد۔

کذب دہم اور اپنے صاحبزادہ کو سیوان بھیجکر اسقدر دلشکن اور توہین آمیز کلمات
مذہب اہلسنت کے متعلق کہلوائے" اس کے جواب میں غالبا خود جناب حکیم فتح محمد صاحب
اور وہ حضرات اہلسنت جنسے سیوان میں ملاقات ہوئی تلاوت آیہ معلومہ کرتے ہونگے کیونکہ
وہ روز ایسا تھا جو تاریخ سیوان میں ہمیشہ یادگار رہیگا کہ کسطرح حضرات اہلسنت جناب
مولانا کے تقریر سے محظوظ اور خوش ہوئے

کذب یازدہم ہملوگوں نے ان حرکات کے جواب میں یہ کیا کہ طرفین کی دستخطی
کارروائی چھاپ دی یہاں بھی آیہ معلومہ کی تلاوت فرمایئے کیونکہ جہانتک ہمکو معلوم ہے
رسالہ کے طبع یا تحریر سے مولوی ابوالخیرات صاحب کو کسی طرح کا تعلق نہ تھا
پھر یہ کہنا "ہملوگوں نے یہ کیا" محض کذب ہے کہ نہیں الا لعنۃ اللہ۔

کذب دوازدہم مولف کا نام ابوالخیرات لکھا حالانکہ جہاں تک سنا گیا ہے وہ
اس سے انکار کرتے ہیں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے پڑھنے میں کم سے کم اون کو اور
جناب حکیم فتح محمد صاحب کو عذر نہ ہوگا۔

اگر یہ کہیے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تحفہ کو غلام حلیم کے نام سے شایع
کیا تھا تو پھر تقیہ پر کیوں معترض ہوتے ہو حالانکہ شاہ صاحب کے طرف سے آخر میں
یہ جواب دیا گیا ہے کہ غلام حلیم شاہ صاحب کا تاریخی نام ہے تو ممکن ہے کسی زمانہ میں
آپکے طرفدار بھی کہدیں ابوالخیرات آپ ہی کا تاریخی نام ہے۔

یہاں تک تحریر کا تعلق اوس چار صفحے سے تھا جو بطور دیباچہ مولوی ابوالخیرات
صاحب کیطرف سے لگایا گیا ہے اوسکا جواب دیا گیا۔

ان تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ اڈیٹر النجم مناظرہ کے لیے عین ماہ محرم میں طلب کرتے ہیں
اور جناب اڈیٹر صاحب اصلاح عذر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے اسکا معاہدہ رہا ہے
کہ مناظرہ محرم اور ماہ رمضان میں نہ ہوگا اور یہ مناظرہ بمقام کھجوہ ہوگا نہ اور کہیں
چونکہ ان تحریروں سے کوئی علمی فائدہ نہیں لہذا صرف اونہیں فقرات کو اس مراسلہ سے

معرض بحث میں ہم لائے ہیں جس سے مذہبی تحقیقات میں کوئی نفع ہو

فقرہ اول "بعض عمائد سیوان اکرمہم الرحمن کے یاد کر دیسے میں سیوان پہونچا" اس پر حاشیہ دیتے ہیں "شیعوں کو خدا کے نام پاک رحمٰن سے مثل کفار قریش کے نفرت ہے جسکا قرآن میں بھی ہے قولہ تعٰ قالوا وما الرحمن ونزادھم نفورا یہی وجہ ہے کہ شیعونکا نام عبدالرحمن نہیں ہوتا اور یہ عذر کہ عبدالرحمن بن ملجم کے نام سے بچنے کے لیئے ایسا کیا گیا عذر بارد ہے اول تو نام سے کیا ہوتا ہے اول تو نام سے کیا ہوتا ہے اصل کام ہے دوسرے کم کوئی نام ہوگا جسکے بعض مسمے سے برے کام نہ ہوئے ہوں بس اسکا التزام نہ شیعونکو ہے نہ اور کسی سے ہوسکتا ہے ۱۲ - ص۵

الجواب اس تحریر پر کون شخص تلاوت آیہ معلومہ میں تامل کرسکتا ہے کیونکہ اگر دنیا میں کوئی فرقہ **الرحمن** کے نام کا لینے والا ہے تو وہ شیعہ ہے جو تاسی رسول وائمہ طاہرین باواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورہ کے ساتھ ہر نماز میں پڑھتے ہیں ورنہ اہلسنت کو تو اس مقدس نام سے ایسی نفرت ہے کہ نماز میں بسم اللہ نہیں پڑھتے کیونکہ الرحمن کا نام ہوتا ہے جسکی ابتدا شیخین سے ہوئی ملاحظہ ہو **البسملہ**

ہاں سنیوں کو اس وجہ سے نام پسند ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا ہے اور عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے جناب امیر کو شہید کیا اسی وجہ سے ہم کا اس نام کو بیان لکھا ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سیوان میں جو عمائد شہر اس نام کے ہمنام ہیں وہ آپ کے ان حرکات سے ناراض ہیں جس سے اس کی بھی امید نہیں کہ اس چاپلوسی سے وہ راضی ہوں ہاں شیعوں کو وہی نام مرغوب ہیں جو اولاد رسول اللہ کے تھے کیونکہ اگر ان ناموں میں کوئی برکت ہوتی تو رسول اللہ بھی اپنے اولاد کے یہی نام رکھتے لہذا معلوم ہوا کہ جو نام ائمہ طاہرین کے ہیں وہی سب سے اعلی وافضل ہیں ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت افضل کو چھوڑ کر ادنے کو اختیار کرتے

اگر آپ کو نفرتی نام کی ضرورت ہے تو **صفوان** کا نام دیکھیے جو نہایت معزز صحابی ہیں کہ حضرت عائشہ انکے متہم ہوئیں (ص۳۳ ج ۵ اسد الغابہ مولفہ مولوی عبدالشکور) وہ نام اس قدر متروک ہے کہ شائد دنیا میں اب اس نام کا کوئی شخص ملے حالانکہ حضرت عائشہ کو یہ وزن ایسا پسند تھا کہ صفوان نہ ملا تو **ذکوان** نامی غلام کو اپنا

پیش نماز بنایا جسکے پیچھے نماز پڑھا کرتیں

(۲) یہاں پہونچکر آپ کی دعوت مناظرہ کی یاد تازہ ہوگئی" اسکا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا ہوسکتا ہے کیونکہ کبھی بھی اڈیٹر صاحب دعوت مناظرہ نہیں دی بلکہ ہمیشہ آپ کی دعوت قبول کی گئی اور ہمیشہ آپنے فرار کیا اور اب یہ کہتے ہیں

(۳) مگر داعیہ الہیہ کے تقاضے سے یہ ناچیز تحریر پیش کیجاتی ہے" مگر نہ معلوم داعیہ شیطان کسکا نام ہوگا کیونکہ جس کام کی غرض فساد ہو وہ کار شیطان ہے نہ کار رحمان۔

(۴) اس سے پہلے جب میں نے عزم سیوان کیا تھا تو آپ کو دفتر سے ایک خط بھیجا تھا" پہلے آیہ معلومہ کی تلاوت کیجیے کیونکہ اسکا جواب خود آپ کی تحریر میں موجود ہے" بعض عمائد سیوان کے یاد فرمانے میں سیوان پہونچا" جس سے معلوم ہوا آپ بغرض مناظرہ نہیں آئے تھے جو دفتر سے خط لکھتے بلکہ محض کمائی کے غرض سے آئے تھے پھر آپ کو کیا معلوم تھا جو خط لکھتے پھر صـ۲ میں لکھتے ہیں "جناب مولانا ممدوح ریاست تھوہ کے انجمن سالانہ کے اجلاس میں مدعو ہوکر تشریف لائے اور وہاں کے واپسی میں ہملوگوں کی دیرینہ اشتیاق پر نظر کرکے ہماری دعوت قبول فرمائی"

جس سے معلوم ہوا آپکا آنا بغرض مناظرہ نہ تھا پھر کیونکر خط مناظرہ سے لکھتے ۔اب کیا اس پر بھی آیہ معلومہ کی تلاوت نہ کیجائے گی۔

(۵) امید ہے کہ ماہ محرم کا عذر نہ پیش فرمائینگے کیونکہ یہ ایسا ضروری دینی کام ہے جسکے لیے کسی وقت رکاوٹ نہیں ہونا چاہیئے"

کیا اسپر بھی تلاوت آیہ معلومہ نہ کیجائیگی کیونکہ جب عرصہ سے آپکا معاہدہ تھا کہ محرم اور ماہ رمضان میں اس قسم کی گفتگو نہ ہوگی ملاحظہ ہو فرار اڈیٹر النجم صـ۹

تو اسکے خلاف اس قسم کی تحریر نقض عہد میں کیوں نہ داخل ہوگی اور اسکو عذر بارد کہنا کیونکر جائز ہوگا جبکہ اسکا معاہدہ سابق ہے اور اسکو کسنے ضروری دینی کام لکھا ہے کہ فساد کرو۔

آپ کو یاد ہوگا کہ لکھنؤ میں بھی جو فسا آپ نے کیا تھا جس میں شدید خونریزی ہوئی محرم ہی کا مہینہ تھا اسی لیئے اسدفعہ بھی اسی مہینہ کو منتخب کیا۔کیونکہ آپ لکھنؤ رہکر خوب جانتے ہیں ماہ محرم شیعوں کے عزاداری کا زمانہ ہوتا ہے یہ ضرور ہے کہ آپ لوگوں کا

دل اس محرم میں جوش مسرت سے باغ باغ ہوتا ہے مگر شیعوں کو تو اس مہینہ میں کوئی کام نہیں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ نہ وہ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔

(۶) لیکن انصاف وحیا کا مقتضی یہ ہے کہ جو بات خصم کے سامنے نہ کہی جاسکے وہ گھر میں بیٹھکر بھی نہ کہی جائے

الجواب افسوس اسی خیال نے حضرت ابو بکر کو اسپر مجبور کیا کہ عتبہ بن ربیعہ کے پیوند وار جوتہ کو سامنے رخسار رگڑیں ورنہ سنت رسول تو اس کے خلاف تھا کہ جب جیسی مصلحت ہوتی کرتے۔

اس تحریر کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں میں کیسا کیا جوش ظاہر ہوا ہوگا مگر اس کے جواب میں صرف یہی آیہ لکھ گیا اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما جسنے اون کے قلب وجگر کو پاش پاش کر دیا۔

اس خط کا جواب دفتر اصلاح سے بہت مختصر دیا گیا کیونکہ ۳ محرم ہو چکی تھی اور کسی طرح اس مہینہ میں مناظرہ ممکن نہ تھا لہذا وہ اور تیز ہوئے اور نہایت سخت جواب دیا یہانسے دوبارہ پھر بہت نرم جواب دیا گیا ان خطوط کو اونھوں نے ص۵ فغایت ۲۶ میں نقل کیا ہے۔

یہاں کے کل خطوط بدستخط جناب مولوی سید علی حیدر صاحب مدیر اصلاح ہوتے ہیں اور وہاں سے کل خطوط بنام جناب فخر الحکما دام ظلہ آتے۔

آخر ایک خط عین روز عاشور رجسٹری کر کے بھیجا مگر مطابق عادت قدیمہ مکر و فریب معاویہ یہ نہ لکھا کہ ہم کہیں باہر جاتے ہیں حالانکہ نوکری کے فکر میں مونگیر گئے تھے

بہر حال ۱۲ محرم کو یہاں سے جناب مولوی محمد حیدر صاحب مدیر الشمس اس غرض سے تشریف لیگئے کہ اڈیٹر النجم کو مناظرہ کیلئے روکیں۔ اسپر لکھتے ہیں۔

سیوان کے شیعہ صاحبان جو اسی موقع کے منتظر تھے فوراً کرنورہ پہونچگئے (جہاں اڈیٹر اصلاح کے چھوٹے بلند اقبال کی سسرال ہے اور وہ اپنی بی بی کے در دولت پر رہتے ہیں) اور کہا کہ بس اب یہی موقع ہے صاحبزادے بھی فرط مسرت سے از خود رفتہ ہوگئے اور یہ سمجھے کہ شیر بے نیستان اسوقت خالی ہے چلکر کچھ لاف گزاف بک دینا چاہیئے باپ اور بھائی کی نظر میں عزت ہوگی اور قوم سے بھی بہادری کا تمغہ ملیگا۔ الغرض سیوان پہونچ کر

اس تحریر کو دیکھکر کون شخص ہے جو اپنے زبان کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے روک سکتا ہے کیونکہ مناظرہ کو ذاتیات سے کیا تعلق کب کوئی پوچھتا ہے۔ آپ کے والد کا کیا نام تھا اور

کیوں اب چھپاتے ہیں جو کسی تصنیف میں آج تک نہ لکھا دوسرے غیر لوگ تو نہیں جان سکتے
کہ آپنے اس کلام میں کسقدر اخلاق فاروقی کو صرف کیا ہے مگر اہل سیوان تو حقیقت حال کو
بخوبی واقف ہیں پھر اونکو تلاوت آیہ معلومہ میں کیا عذر ہو سکتا ہے

افسوس ہم نہیں جانتے تھے کہ مذہب اہلسنت کے علما ایسے جھوٹے ہوتے ہیں جو بلا ضرورت
اس قدر افترا کرتے ہیں۔

افسوس جسقدر اس کے بعد لکھا ہے اوس میں صدق وکذب کو اس قدر مخلوط کیا ہے
کہ بناہ بخدا اور بجز تلاوت آیہ کریمہ کوئی چارہ نہیں۔

(۷) مولوی محمد حیدر صاحب سے بات چیت ہونیکے متعلق لکھتے ہیں "مگر ۱۵ محرم کے بعد ایک
منٹ کا اضافہ صاحبزادے صاحب نے منظور نہ کیا اور کہا کہ ہملوگوں کو استخارہ میں صرف ۱۵
محرم تک مناظرہ کی اجازت ملی ہے پھر یہاں کے لوگوں نے یہ بھی بہ اصرار تمام کہا کہ اس
زبانی اطلاع کو اپنے دستخط سے لکھکر ہمیں دیدیجیے مگر صاحبزادے صاحب نے کسی طرح
نہ مانا صاحبزادے صاحب کی ایک جج کی تحریر بھی دیکھنے میں آئی جس سے اس مضمون کی
تصدیق کے علاوہ اور بھی منکشف ہوئے۔

الجواب اس تحریر کے جواب میں بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہم کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ
ابھی تک وہ لوگ موجود ہیں جنکے سامنے تقریر ہوئی وہ سب اس کے خلاف گواہی دیتے ہیں
مگر ہم اوس سے قطع نظر کرکے صرف اس جملہ کو لیتے ہیں جو لکھا " ایک جج کی تحریر بھی
دیکھنے میں آئی " اسپر ایک حاشیہ دیتے ہیں جو حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو صـ ۲۶

اس جج کی تحریر کا ہاتھ لگ جانا تائید غیبی کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے یہ تحریر فخر الحکماء صاحب کو
چھوٹے صاحبزادہ مولوی محمد حیدر صاحب نے اپنے بڑے بھائی مولوی علی حیدر صاحب کو اپنے
قلم خاص سے لکھی ہے اور اس تحریر کی تصدیق سیوان میں خود مولوی علی حیدر صاحب سے
کرائی جاچکی ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا اسپر بھی کسی کو شبہہ ہو تو دعوے کرے عدالت میں اصل
تحریر پیش کرکے عدالت سے تصدیق کرادیجائے گی اب سنیئے کہ وہ تحریر کیا ہے اور غور سے
دیکھیئے کہ اس سے کس قدر غامض نتائج نکلتے ہیں۔ وہو ہذا

جناب اخی صاحب دام ظلکم العالی تسلیم حسینگنج جناب جدی صاحب دام ظلہ کی مستقل رائے ہے
کہ مقابلہ کرلینا چاہیئے مقام میں البتہ اختلاف رہا لیکن بہر صورت سوا سیوان کوئی دوسرا مقام نہیں

معلوم ہوتا دکیل صاحب مرحوم کے بنگلہ میں جناب جدی صاحب قیام فرمائینگے آپ کی ہمراہ
تمام اہل حسینگنج ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔

سیوان میں مغربین کے وقت پہونچا فتح محمد کے یہاں اُترا معلوم ہوا عبدالشکور شہر میں نہیں ہیں
اور نہ یہ پتہ کہ وہ کہاں ہیں حکیم محمد احسن کے مکان پر گیا اکثر اراکین و ممبر تلاش کئے گئے لیکن
نہ محمد احسن صاحب تھے نہ اور کوئی۔ آخر میں انکے بھائی اور مولوی ابوالخیرات تین نوجوان
اوباش لڑکوں کے ہمراہ آئے میں نے خم ٹھونک کر اعلان کردیا کہ حسب الطلب
علامہ صاحب بغرض مناظرہ آج کے تیسرے روز بلکہ ساڑھے تین روز بعد اتوار کو آجائینگے
بیس گھنٹہ فاضل وقت آپ لوگوں کو دیا جارہا ہے مجھے تحریر طلب کی گئی رسید کی بنا پر
میں نے تحریر لکھی لیکن ان لوگوں میں باہمی اختلاف ہوا جس سے وہ تحریر چاک
کردینی پڑی پھر دوبارہ سخت اصرار پر دوسری تحریر لکھی اس سے فتح محمد نے لفظی اختلاف
کرکے برأت ظاہر کی مجھکو موقع ملا وہ تحریر بھی میں نے رکھ لی اسکے بعد پھر نہایت اصرار کیا
لیکن میں نے کوئی تحریر نہ دی اور صاف لفظوں میں کہدیا کہ میں نے آپ لوگوں کو
مطلع کردیا لیکن میں آپ حضرات میں کسی سے بھی واقف نہیں ہوں اسلیے میں مجبور ہوں
اب تحریر نہیں دے سکتا ذاتی اعتماد کی بنا پر بشرکت فتح محمد لکھی تھی ان کی برأت کی بعد
کوئی موقع وثوق و اعتماد کا نہ رہا تھا مگر ایسی صورت میں کہ آپ کے دس آدمی میری
سادہ مختصر تحریر کو کافی بتائیں اور مولوی فتح محمد لفظی نزاع کی بنا پر برأت کریں بہرکیف
وہ تحریر یہ تھی "محمد حمید رمدیر الشمس مرسل مولوی علی حیدر صاحب مدیر اصلاح آج شب
۱۳ محرم شب جمعہ کو بایں غرض حاضر ہوا ہے کہ حکیم محمد احسن صاحب ساکن شیخ محلہ
سیوان کو حسب التحریر مولوی عبدالشکور مورخہ ۱۱ محرم اونکے مکان پر یہ اطلاع دیجائے
کہ مولوی علی حیدر صاحب مدیر اصلاح بغرض مناظرہ عبدالشکور صاحب سے اتوار کو آجائینگے
لیکن محمد احسن صاحب اور عبدالشکور صاحب کو موجود نہ پاکر یہ اطلاع نامہ اہل سیوان
کی خدمت میں دیے جارہا ہوں جس میں فتح محمد و ابوالخیرات اور برادر محمد احسن صاحب
وغیرہ ذمہ دار ہیں"

لطف یہ کہ ۱۱ کو خط لکھا گیا ہے اور عبدالشکور شب دہم کو بقول بعض راوی کے بیان پر مونگیر
اور محمد احسن صاحب بستی گئے ہیں اُن کے ہمراہ مظفرپوری عظیم آبادی مونگیری اعظم گڑھی

بنارسی دہلوی سات چندہ بدمعاش بھی ہیں جو اکثر میدان وغا میں آپ سے خار کھا چکے ہیں
المختصر کسی نہ کسی تاریخ کو آجانا ضروری ہی آنے سے چند گھنٹہ بیشتر حسین گنج قیام کیجئے جناب
جدی صاحب سے مفید آثار حاصل کرکے اسپر عمل کیجئے اگر مجکو اجازت دیجئے تو میں
کوئی باضابطہ تحریر قبول مناظرہ کی دیگران لوگوں کو پابند کرتا افسوس موقع نہ ملا ورنہ قصد تھا
کل ایک باقاعدہ تقریر مجمع عام میں کرتا۔
باین اصرار تحریر نہ دینے پر الفاظ نہایت نا ملائم استعمال کئے گئے مذہب شیعہ باطل ہے وغیرہ وغیرہ
الحمد للہ میں ہر ایک کے جواب میں کامیاب رہا بعض لوگ لڑنے پر بھی تیار تھے آمادہ ہو گیا
اور الحمد للہ ساڑھے دس بجے بعافیت تمام کرن پورہ پہونچا آج پھر جانیکا ارادہ ہے اگر
اجازت دینا ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیجئے کیونکہ تاخیر بہر طور مضر ہے زیادہ کیا عرض کروں
بعد کو دو امور ہونگے عرض کرونگا اہل حسین گنج خصوصا جناب جد محترم کی باین حالت مستعدی
اور اہل مجھوہ کا جمود وخمود قابل تحسین وملامت ہے۔ یوں بھی اگر مناسب ہو تو اگر حسین گنج
سے مشورہ لے لینا مفید ہے والسلام
جناب والد علام دام ظلہ کی خدمت میں بوجہ وحدت مضمون وسنت بیت تسلیم عرض قبول باد
الاحقر محمد حیدر

اس قدر اور عرض کر دینا ضروری ہے کہ سیوان واطراف سیوان میں شورش وبے چینی
حد سے متجاوز ہو گئی ہے آتش فتنہ وفساد بغیر آئے ہوئے فرو ہو ہی نہیں سکتی اور ابنہیں
کسی طرح کا کوئی مضائقہ نہیں ہے مقام ہر طرح مامون ومحفوظ ہے مناظرہ وشرائط
مناظرہ میں بھی اختلاف رہا میں نے مناظرہ ہی کو لکھا کیونکہ مبادی وشرائط تو
لوازمات مناظرہ سے ہیں رشید یہ ضرور لیتے آئیگا" اقول
اس تحریر کو دیکھئے اور ہیرا پھیری کے ملجانے کو تائید غیبی کہنا دیکھئے۔ آخر یہ کس طبیعت کے آدمی ہیں
کیونکہ آج تک جتنے خطوط ان کے نام آئے وہ سب بہ دستخط مولوی علی حیدر صاحب تھے
یہ خط جو اون کے حق میں تائید غیبی ہے مولوی محمد حیدر صاحب کا ہے نام مولوی علی حیدر صاحب
جس سے اونکو یقین ہو جانا چاہیئے تھا کہ جناب فخر الحکما دام ظلہ کو اس مناظرہ سے کوئی تعلق
نہیں مگر ان آیات بینات کے دیکھنے پر بھی ایمان نہ لائے۔
اس تائید غیبی کی حقیقت یہ معلوم ہوئی کہ یکہ والا جو مولوی محمد حیدر صاحب کو مجھوہ سے سیوان

اور کرنپورہ لیگیا ایک کم عمر لڑکا ہے کرن پورہ میں پہونچا کر جب واپس آیا تو انکو گونڈے کیسے
ڈرا دھمکا کر بلکہ مار پیٹ کرکے اس خط کو چھین لیا۔ اسی کو وہ تائید غیبی کہرہے ہیں مگر
یہ نہیں دیکھتے کہ یہ فعل از روئے شریعت کیسا ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ ہم اہل اسلام
ہر امر میں محکوم بحکم قرآن و ارشاد رسول ہیں خداوند عالم تو صریح لفظوں میں فرماتا ہے
ولا تجسسوا کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرو اگر حکم خدا قابل قبول نہیں ہے تو حضرت ابن
عمر کی حدیث معالم التنزیل میں ملاحظہ ہو صفحہ ۵۲

عن ابن عمران النبی قال یا معشر من امن بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه
لا تفتنوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من یتبع عورات المسلمین یتبع الله
عورته فیفضحه ولو فی جوف رحله کہ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ جو زبان سے
ایمان لائے اور ابھی ایمان اون کے دل تک نہیں پہونچا ہے مسلمانوں کو فتنہ میں نہ ڈالو اور ونکی
رازوں کو نہ ظاہر کرو کیونکہ جو ایسا کریگا خدا اوسکو فضیحت کریگا اگرچہ وہ گھر کے اندر ہو۔
یہی سبب ہے کہ اب آپ لکھنؤ میں منھ دکھانیکے لائق نہیں رہے میوان۔ بہرایچ
گورکھپور مارے پھرتے ہیں احیاء العلوم امام غزالی میں ہے ج ۲ صفحہ ۱۱۳

ومنها ان تستر عورات المسلمین کلهم قال صلی الله علیه وسلم من ستر علی
مسلم ستره الله تعالی فی الدنیا والاخره وقال لا یستر عبد عبدا الا ستره الله
یوم القیمة وقال ابو سعید الخدری رضی الله عنه قال صلی الله علیه وسلم
لا یری امرأ من اخیه عورة فیسترها علیه الا دخل الجنة وقال صلی الله علیه وسلم
لما غز لما اخبره لو سترته بثوبک کان خیرا لک فاذا علی المسلم ان یستر عورة
نفسه فحق اسلامه واجب علیه کحق اسلام غیره قال ابو بکر رضی الله عنه لو
اخذت شاربا لاحببت ان یستره الله ولو اخذت سارقا لاحببت ان یستره الله
وروی عن عمر رضی الله عنه کان یعس بالمدینة ذات لیلة فرای رجلا وامرأة
علی فاحشة فلما اصبح قال للناس ارایتم لو ان اماما رای رجلا وامرأة
علی فاحشة فاقام علیهما الحد ما کنتم فاعلین قالوا انما انت امام فقال علی رضی الله
عنه لیس ذلک لک اذا یقام علیک الحد ان الله لم یامن علی هذا الامر اقل
من اربعة شهود ثم ترکهم ما شاء الله ان یترکهم ثم سالهم فقال القوم

مثل مقالتهم الاولی فقال علی رضی اللہ عنہ مثل مقالتہ الاولی وهذا
یشیر الی ان عمر رضی اللہ عنہ کان متردداً فی ان الوالی هل له ان یقضی
بعلمه فی حدود اللہ فلذلک راجعهم فی معرض التقدیر لا فی معرض الاخبار
خیفة من ان لا یکون له ذلک فیکون قاذفاً باخباره ومال رای علی الی
انه لیس له ذلک ۔ یعنی تمام مسلمین کے راز کو چھپانا چاہیئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جسنے
مسلمانوں کی پردہ داری کی خدا دنیا و آخرت میں اوسکی پردہ داری کریگا ۔ ابو سعید خدری
سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جو اپنے بھائی کے راز کو چھپائے تو خدا اوسکو داخل جنت
کریگا ۔ ماعز نے جب حضرت کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اگر تو اپنے کپڑہ سے چھپا دیتا تو
اس سے بہتر تھا ۔ تو جب مسلمان پر اپنے عیوب کو چھپانا لازم ہے تو دوسرے برادر اسلامی
کا حق اوس پر زیادہ واجب ہے حضرت ابوبکر کہتے ہیں اگر میں کسیکو شراب پیتا دیکھوں تو دوست
رکھتا ہوں خدا اوسکے گناہ کو چھپاوے اسیطرح چور کی بارہیں کہتے تھے ۔
عمرؓ رات کے وقت مدینہ میں گشت لگایا کرتے ایک رات ایک صحابی و صحابیہ کو زنا
کرتے دیکھا تو صبح کو منبر پر جاکر کہا اگر امام کسی مرد و عورت کو زنا کرتے دیکھے تو تمھاری
کیا رای ہے سبنے کہا تم امام ہو جو چاہو کرو (یہ صحابہ کی خوشامد ہے)
جناب امیرؑ نے فرمایا تجھے یہ حق نہیں دیا گیا ہے اگر ایسا کروگے تو خود تم پر حد جاری
کرنا واجب ہوگا کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کی بارہیں جائز نہ رکھا ۔
عمر نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال کیا کہ خلیفہ کو اس وقت میں کیا اختیار ہے صحابہ نے
پھر وہی خوشامدانہ جواب دیا اور جناب امیر نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب
کسی کو نہیں ہے ۔
پھر اوسی احیاء العلوم میں ہے عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قال خرجت
مع عمر رضی اللہ عنہ لیلة بالمدینة فبینما نحن نمشی اذ ظهر لنا سراج فانطلقنا
نحوه فلما دنونا منه اذا باب مغلق علی قوم لهم اصوات ولغط فاخذ عمر بیدی
وقال اتدری بیت من هذا قلت لا فقال هذا بیت ربیعة بن امیة بن خلف
وهم الآن شرب فما تری قلت اری انا قد اتینا ما نهانا اللہ عنه قال اللہ
تعالی ولا تجسسوا فرجع عمر رضی اللہ عنہ وترکهم وهذا یدل علی وجوب

السر وترک التتبع وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لمعاویہ انک ان اتبعت عورات
الناس افسدتہم او کدت تفسدہم وقال صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر من امن
بلسانہ ولم یدخل الایمان فی قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فانہ
من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو کان
فی جوف بیتہ وقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ لو رایت احدا علی حد من
حدود اللہ تعالی ما اخذتہ ولا دعوت لہ احدا حتی یکون معی غیری

عبدالرحمن بن عوف کا بیان ہو کہ ہم عمر کیساتھ رات کو مدینہ گھوم رہے تھے کہ ایک طرف
چراغ کی روشنی پر نظر پڑی جاکر دیکھا تو مکان بند پایا مگر اندر شور وغل بلند ہے عمر نے کہا
یہ گھر ربیعہ بن امیہ بن خلف کا ہو ابھی لوگ جمع ہو رہے ہیں پھر کیا رائے ہو عبدالرحمان بن عوف
نے کہا ہم لوگ خود خلاف حکم خدا ایسا پر آئے ہیں کیونکہ وہ فرماتا ہے لا تجسسوا عمر پر شکر
چلے گئے اور کچھ اوسنے نہ تعرض کیا یہ حکایت اسپر دلالت کرتی ہے کہ پردہ داری واجب ہو
کسی کے رازکو فاش نہ کرے آنحضرت نے معویہ سے فرمایا اگر تونے کسیکے عیب جوئی کی
اور رازکو دریافت کیا تو تونے لوگونکو فاسد کیا قریب ہو کہ فاسد کرے حضرت نے فرمایا کہ
اے وہ شخص جو صرف زبان سے لایا ہے اور ابھی تک ایمان اوسکے دل میں نہیں داخل ہوا
چاہیے کہ مسلمانونکی غیبت نہ کرو نہ اون کے رازونکو ڈھونڈھو کیونکہ جو اپنے بھائیکے رازکو
دریافت کرتا ہو تو خدا بھی اوسکے رازکو فاش کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

افسوس تو یہ ہو کہ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں۔ اگر ہم تنہا کسی امر پر مطلع ہوجائیں تو
جب تک دوسرا ابھی شریک نہ ہو اوسپر حد نہ لگاوینگے مگر معاملہ فدک ہیں ذاتی علم بلکہ
خیال پر فیصلہ دیا ہے۔

پھر اوسی احیاء العلوم میں ہے الافۃ الثانیۃ عشر افشاء السر وھو منھی عنہ لما
فیہ من الایذاء والتھاون صفحہ ۱۲۶ جلد ۳ یعنی کسی کا راز فاش کرنا منہی عنہ ہو
کیونکہ اس میں ایذا اور تہاون ہے۔ پھر حیف ہے کہ جس امر کو خدا اور رسول نے اسطرح
منع فرمایا ہو منافی اسلام قرار دیا ہو اوسی کو اڈیٹر صاحب فاید غیبی قرار دیتے ہیں۔
ہاں چونکہ اڈیٹر صاحب کو بہ نسبت خلیفہ اول سیرت عمر کی زیادہ پسند ہے لہذا
جس حکایت کو غزالی نے مختصر کرکے لکھا ہے اوسکو پورے طور سے ہم ازالۃ الخفا سے نقل

نقل کرتے ہیں جسکے ترجمہ کی عزت ہی اڈیٹر نے حاصل کی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳ مقصد اول

وعن ثور الکندی ان عمر بن الخطاب کان یعس بالمدینة من اللیل فسمع صوت رجل فی بیت یتغنی فتسور علیه فوجد عنده امراة وعنده خمر فقال یا عدو الله اظننت ان الله یسترک وانت علی معصیته فقال وانت یا امیر المومنین لا تعجل علیَّ ان اکن عصیت الله فی واحدة فقد عصیت الله فی ثلاث قال ولا تجسسوا وقد تجسست وقال واتوا البیوت من ابوابها وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر اذن وقال الله تعالی لا تدخلوا بیوتا حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها قال عمر فهل عندکم من خیر ان عفوت عنک قال نعم فعفا عنه وخرج وترکه =

یعنی ثور کندی خود عمر سے راوی ہیں کہ عمر جو رات کو چھپ کر گشت لگایا کرتے تو ایک رات ایک گھر پر پہونچے جہاں سے گانے کی آواز آرہی تھی عمر دیوار پر پھاند کر پہونچے تو دیکھا اوس شخص کے پاس (افسوس کہ نام نہ لیا) ایک عورت ہے اور شراب ہے عمر نے کہا اے دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپائیگا حالانکہ تو اس معصیت پر ہے اوس نے کہا اس صفت سے موصوف تو تم ہو ہمپر جلدی نہ کرو کیونکہ اگر ہمنے ایک معصیت کی تھا تو تمنے تین معصیت کیا کیونکہ خدا فرماتا ہے لا تجسسوا کسی کا تجسس نہ کرو اور تمنے تجسس کیا خدا کہتا ہے واتوا البیوت من ابوابها یعنی گھروں میں اوس کے دروازہ کیطرف سے آیا کرو اور تم دیوار پھاند کر آئے اور بلا اجازت ہمارے داخل ہوئے حالانکہ خدا کہتا ہے کسی گھر میں نہ داخل ہو جب تک اجازت نہ لیلو اور سلام کرو اوس کے اہل پر عمر نے کہا اگر ہم تمکو معاف کردیں تو کیا تم بھی معاف کروگے کہا ہاں غرض عمر وہاں سے چلے گئے۔

عمر صاحب تو وہانسے شرمندہ ہو کر چلے گئے تھے اور سمجھا کہ خلاف حکم خدا اور رسول ہمنے یہ کیا مگر افسوس اڈیٹر صاحب کو یا کسی مسلمان کو بھی سیوان میں اسکا تنبہ نہ ہوا کہ یہ خط لینا فعل جائز تھا یا نہیں پھر جو امر بنص خدا و رسول ناجائز ہو اوسکو تائید غیبی کہنا کفر نہیں تو کیا ہے؟ کیونکہ جس امر کو رسول اللہ صلعم اسلام کے خلاف فرمائیں اوسکو تائید غیبی قرار دینا کب جائز ہے۔

کہاں دنیا میں ہے کوئی مسلمان جو اس امر کو جائز رکھتا ہو کہ کسی برادر مسلم کے خط کو بلا اجازت اوسکے کھولکر پڑھے اگر صرف اسی بنیاد پر دعوی دائر کردیا جاتا تو قدر و عافیت

معلوم ہو جاتی

بہر حال چونکہ اصل خط اسی غرض سے درج کر دیا گیا ہے کہ ناظرین با انصاف غور کریں کہ اس خط سے اونکو کیا نفع ہو سکتا ہے لہذا زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ مناظرہ تحقیق حق کے لیئے ہوتا ہے کہ حق معلوم ہو نہ حق چھپانے کے لیئے۔ ہاں جرمنوں کے نسبت سنا جاتا ہے کہ وہ بالا بالا ہوائی تار پر خبریں حاصل کر لیتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ اڈیٹر صاحب بھی اونہیں کے قوم سے ہوں ورنہ مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ کیسے راز داری خط کو اسطرح حاصل کریں۔

بہر حال اڈیٹر صاحب کے اس کارروائی کے بعد اونھوں نے اسطرح خط حاصل کیا اب ضرورت کسی تحریر کی نہ تھی مگر چند فقرات اور سنلیجیے کہ پورے طور پر انکی ایمانداری حاصل ہو صفحہ ۲۰ میں یہ لطیفہ لکھتے ہیں۔ "احتیاطاً بابو حبیب الرحمان صاحب کے باغ میں خوبصورت شامیانہ نصب کیا گیا" شامیانہ اگر نصب کرایا تو خوب کیا مگر خوبصورتی کا اضافہ نہ معلوم کس غرض سے کیا گیا کیا ناچ کرانا تھا؟ انہیں بابو حبیب الرحمن صاحب کے نسبت سنا گیا ہے والعہدۃ علی الراوی کہ انسپکٹر صاحب سے جاکر کہا کچھ انتظام کیجیئے۔ اونھوں نے پوچھا انتظام کیسا یہ تو علمی مباحثہ ہے بابو صاحب نے کہا نہیں چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہے جسپر انسپکٹر صاحب نے مجسٹریٹ بہادر کو خبر دی اور اونھوں نے امتناعی نوٹس جاری کی۔ اس کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ دیہلی حسین گنج کا بیان ہے کہ ہمکو اپنے فریق کے طرف سے تو کسی قسم کی اطلاع نہ تھی کہ مناظرہ ہونے والا ہے مگر فریق مخالف کے طرف سے ایک شخص بائیسکل پر سوار آیا اور پکار کر کہا کہ آج سیوان میں مناظرہ ہے جس سے اور بھی اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے کہ خود بابو صاحب نے اطلاع دی ہو کیونکہ وہ سیوان کے ایک رئیس ہیں اور کبھی اسکو نہ پسند کرتے ہونگے کہ یہاں فتنہ و فساد ہو کیونکہ اہل محلہ حسین گنج سیوان سے بہت قدیم رسم و راہ ہے اور جہاں تک رو سائے سیوان کا حال معلوم ہو سب اس مناظرہ کے خلاف تھے۔

دوسرا لطیفہ لکھتے ہیں اس شخص کی رائے بالکل صائب تھی جسنے یہ مشورہ دیا کہ پنچ کے ملاقات کی حاجت نہیں۔ اور مولانا کے دیکھنے کی اس میں کیا ضرورت ہے مقام مناظرہ میں تشریف لائیں اور جو کچھ کہنا ہے وہیں کہیں۔ مگر ایک عاجزانہ پیغام کے جواب میں ایسا خشک کلام اخلاق کے خلاف سمجھا گیا اور اجازت دیدی گئی ص ۲۹

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح ابن زیاد مجسم ہو کر آئی تھی جسنے جناب امام حسینؑ کو مجبور کیا کہ صحرائے بے آب وگیاہ میں اوتریں مگر وہ تو خیریت ہوئی کہ ہمارے مولانا اونکے چال کو سمجھ گئے اور مکان میں جناب حکیم فتح محمد صاحب کے اوترے کہ وہ اپنے مہمان کی محافظت کرینگے

کیوں صاحب کیا دنیا میں کوئی مناظرہ ایسا ہوا ہے کہ مبادی مناظرہ کے بغیر طے ہوئے میدان مناظرہ میں کوئی قدم رکھے تمام جہان کا تو یہی قاعدہ رہا ہے کہ بذریعہ تحریر یا تقریر پہلے شرائط وغیرہ طے ہوتے ہیں کہ کیا عنوان ہوگا کون حکم ہوگا تب مناظرہ ہوتا ہے یا اسطرح کہ ملاقات کی ضرورت نہیں مقام مناظرہ میں تشریف لائیں۔

یہ جملہ کس کبر وغرور سے نکلا ہے "ایک عاجزانہ پیغام کے جواب میں" اور اسپر کوئی ندامت نہیں ہوتی کہ خود نہیں آئے اور کہلا بھیجا کہ آؤ۔ کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے اسی کا نام خلق محمدی ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ

۱۳۳۳ھ میں جو آپ تشریف لائے تھے تو آپ کے طرف سے حکیم فتح محمد صاحب نے یہ لکھا تھا "اور یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اڈیٹر النجم سو کوس سے یہاں رونق افروز ہوئے ہیں تو آپ کے اخلاق حمیدہ کا ضرور یہ تقاضا ہوگا کہ چھ کوس کی مسافت طے کرنے کو آپ تکلیف خیال نہ فرائینگے" ملاحظہ ہو قرار اڈیٹر النجم صہ۱۳!

وہاں تو اس اخلاق حمیدہ کی فرمائش تھی کہ خلاف معاہدہ خلاف قاعدہ آپ یہاں چلے آؤ اور اب اسکو کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کس قسم کا اخلاق ہے کہ جسکو مدعو کر رہے ہیں اوسکے ملاقات کو بھی نہیں چاہتے اور اوس سے اطلاع آمد کو عاجزانہ التماس کا خطاب دیتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ شمر و ابن زیاد کو زندہ کریں۔حالانکہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

(۹) سید ولایت حسین برادر زوجہ فخر الحکما صہ۲۹

نہ معلوم اس کذب صریح کا کیا باعث ہے کیونکہ اگر اسوجہ سے آپ مذاق کرتے ہیں کہ جناب میر ولایت حسین صاحب کے عم مرحوم کا سیوان میں سسرال تھا اور آپ اونکے نمکخوار ہیں تو خیر مضائقہ نہیں کیونکہ اسطرح کی دل لگی تو آپ ہر شیعہ سے کر سکتے ہیں جن کے جد اعلی کا سسرال سنیوں کے گھر تھا رسول اللہ کی تین زوجہ سنیوں کے خلفا کی بیٹی تھیں۔

آپ کو شائد اپنے صحابی ابو بشیر کی کارروائی یاد پڑ گئی ہوگی جو وایل صحابی کو اپنے ساتھ لئے تھے مگر دشمنوں سے کہدیا یہ وایل نہیں ہیں یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے ماں باپ کے

بھائی ہیں اور جب حضرت سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمھاری قسم غلط نہیں کیونکہ آدم اور حوا تم دونوں کے باپ ماں تھے ترجمہ اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۲۵۵- لہذا آپنے یہ تاویل کی ہوکہ آخر سب سادات ہی ہیں ایک دوسرے کا بھائی ہوا ہوتا ہے۔

تو وہ محل تقیہ تھا جبکے آپ سخت دشمن ہیں پھر آپ کیوں اقرار کرتے ہیں حالانکہ اگر سمجھتے تو اوسکا دو بارا اتنے بڑے مجمع اعدا میں جانا خود بتا رہا ہے کہ وہ برادر زوجہ نہیں ہوسکتے کیونکہ پدر و برادر ازواج رسول کا حال تو آپکو معلوم ہوکہ ہر موقع خطرہ میں وہ رسول اللہ سے علحدہ رہے بخلاف جناب میر ولایت حسین صاحب کہ وہ ہر خطرہ میں اپنے عزیز کے شریک حال رہے بہرحال اگر آپنے علم نسب کو حضرت ابوبکر سے سیکھا ہے تو اوسکی حالت اسی غلط نسب بیانی سے معلوم ہوگی جس سے ہر شخص واقف حال تلاوت آیہ معلومہ پر مجبور ہو ہاں اس نسبت میں کسی قسم کا وہم نہیں ہے جو اپنی توہین کرنا چاہا ہو مگر خلاف واقع ضرور ہے۔

اب ہم اس رسالہ کو تمام کرتے ہیں کیونکہ مخاطب نے اس چالیس صفحہ کے رسالہ میں کوئی بات ایسی نہیں لکھی جسکا تعلق مذہب سے ہوکہ اوسکے سچ ہونے سے مذہب کے حقیقت یا بطلان پر اثر پڑے پھر ناحق تضیع اوقات سے کیا فائدہ یہ کام اوسکو زیبا ہے جو علم سے کورا اور دلیل و برہان سے عاری ہو صفحہ تک وہ تمہید تھی جسکا جواب دیا گیا صفحہ ۵ سے تا غایت ۲۸ وہ خطوط نقل کیے گئے جو فیما بین ہوئے کہ یہ مناظرہ کے لیے عشرہ محرم میں خلاف معاہدہ سیوان طلب کرتے اور یہاں سے ظاہر کیا جاتا کہ یہ کارروائی خلاف معاہدہ سابق ہے۔ صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں جناب مولوی محمد حیدر صاحب کا تشریف لیجانا ہے سیوان میں اور وہاں جاکر یہ معلوم ہونا کہ مولوی عبد الشکور شب عاشور خط طلب لکھکر مونگیر چلے گئے جسکا جواب ہو چکا۔

صفحہ ۲۹ میں جناب مولوی علی حیدر صاحب کا تشریف لیجانا بتاریخ ۱۹ محرم ہے اور ابتدائی گفتگو کا ہونا اور صاحب مجسٹریٹ بہادر سیوان کا امتناعی نوٹس دینا جسپر اسکا خاتمہ صفحہ ۳۷ میں ہوا مگر افسوس اوس تحریر کو نہ شایع کیا جسپر فریقین کی دستخط تھی کیونکہ اگر وہ تحریر اصلی شایع کرتے تو ناظرین کو معلوم ہوتا کہ اس مناظرہ میں اون کی کیسی ذلت ہوئی مگر جس تدر اوسکو لکھا ہے اوسپر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہا جائے۔

ہاں چند باتیں جو اڈیٹر النجم کے تحریروں میں ضمناً آگئی ہیں اونکی تحقیق ضروری ہے کیونکہ خلاف مذہب اہلسنت اوس میں ائمہ اطہار پر بیجا حملہ کیا گیا ہے۔

پہلا خط جو جواب اڈیٹر النجم لکھا گیا تھا اوس میں لکھا گیا تھا یہ صحیح ہے کہ علمائے احناف مجادلہ کے لیے

تمہارا روزہ شکنی کو واجب جانتے ہیں مگر افسوس ہم لوگ تو ایسے ہیں نماز جمعہ بھی ترک نہیں کر سکتے چنانچہ
آنکو اپنے سابق آمد یاد ہوگی ہمنے انکی اجازت چاہی تھی کہ نماز جمعہ پڑھکر آتے ہیں کہ آپ فرار کر گئے ۱۲
منہ اسی کے جواب میں لکھتے ہیں

قولہ مناظرہ انجم حصہ چہارم میں کتاب من لایحضرہ الفقیہ سے جو اصول اربعہ سے ہے امام مذکور کا یہ حکم
نقل کیا ہے کہ جس شہر میں بادشاہ رہتا ہو وہاں صوم و افطار دونوں کو بادشاہ کا تابع بنانا چاہیئے
نیز خود امام ممدوح کا روزہ توڑ ڈالنا من لایحضرہ الفقیہ اور بحار الانوار دونوں سے نقل کیا ہے حدہ
ہمارے دعوی کی دلیل تو میزان الکبری امام شعرانی ص ۳۹ مطبوعہ مصر میں اسطرح ہے۔

قال وقد بلغنا ان من وراء النهر جماعة من الشافعية والحنفية يفطرون في نهار
رمضان ليتقووا على الجدال والدحض بعضهم حجج بعض۔

یعنی ماوراء النہر میں ایک جماعت علمائے شافعیہ و حنفیہ بنار ماہ رمضان میں اس غرض سے افطار
کر ڈالتے ہیں کہ مناظرہ و مجادلہ میں قوت حاصل کریں اور حجج کو لکر ایک دوسرے سے لڑیں
اسیکی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ آپکا مذہب یہ ہے بخلاف ہم لوگوں کے کہ نماز جمعہ کو بھی نہیں ترک کر سکتے۔
حالانکہ نماز جمعہ آپ کے یہاں واجب کفائی ہے بنا بر قولے۔

وہ تمہارا روزہ کا مسئلہ جو آپنے نقل کیا ہے تو نہ معلوم اس میں کونسا امر قابل اعتراض ہے کیونکہ اصل
روایت من لایحضرہ الفقیہ یہ ہو وسال عبد الکریم بن عمرو فقال انی جعلت علی نفسی ان اصوم
حتی یقوم القائم ع فقال لا تصم فی السفر ولا فی العیدین ولا ایام التشریق ولا الیوم الذی یشک فیہ ومن
کان فی بلد فیہ سلطان فالصوم معہ والفطر معہ لان فی خلافہ دخولا فی النهی الله عز وجل حیث
یقول ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة وقد روی عن عیسی بن ابی منصور انہ قال کنت عند ابی عبد اللہ
فی الیوم الذی یشک فیہ فقال یا غلام اذهب فانظر هل صام الامیر ام لا فذهب ثم جاء فقال
لا فدعا بالغداء فتغدینا معہ وقال الصادق ع لو قلت ان تارک التقیة کتارک الصلوۃ
لکنت صادقا وقال لا دین لمن لا تقیة لہ صفحہ ۳ جلد ۲ یعنی عبد الکریم بن عمرو نے کہا میں نے عہد کیا
کہ جب تک حضرت قائم ظہور نہ فرمائینگے ہم روزہ رکھتے رہینگے حضرت نے فرمایا سفر عیدین۔ ایام تشریق
میں روزہ نہ رکھ نہ یوم الشک۔ اور جو شخص ایسے شہر میں ہو جہاں سلطان ہو وہاں روزہ افطار
اوسکے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ اگر اسکے خلاف کریگا تو وہ خلاف حکم خدا میں داخل ہوگا وہ فرماتا ہے
لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة عیسی بن ابی منصور روایت کرتے ہیں کہ یوم الشک میں حضرت کی

پاس بیٹھے تھے کہ حضرت نے فرمایا ای غلام دیکھ امیر نے روزہ رکھا یا نہیں اوسنے اگر کہا نہیں تو حضرت نے ناشتہ منگایا اور ہم سب نے ساتھ کھایا اور حضرت نے فرمایا اگر میں کہوں تارک تقیہ مثل تارک صلوۃ ہی تو صادق ہونگا اور کہا کہ جو شخص تقیہ نہیں کرتا اوسکا کوئی دین نہیں ہ

اب نہ معلوم اسپر اعتراض کیا ہے کیونکہ اسکا تعلق تو تقیہ سے ہی جسکا جواز ثابت ہوچکا کہ باتفاق فریقین وہ جائز بلکہ ضروری ہی اسکو عمدا روزہ توڑنیکے معاوضہ میں لانا کیسی دلیل جہالت ہے البتہ اگر وہاں علما حنفیہ وشافعیہ محض مناظرہ مجادلہ کیلئے روزہ توڑ دیتے تھے کہ خوب کہا کر جنگ وجدال کریں اونپر بیان ایکلئیے روزہ توڑنیکا حکم ہے جو باتفاق فریقین حرام ہی یعنی یوم الشک کا روزہ حرام ہی صحیح بخاری میں ہی باب قول النبی اذا رایتم الہلال فصوموا واذا رایتموہ فافطروا وقال صلۃ عن عمار من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم ص ۲۴۵ برحاشیہ فتح الباری جلد ۲ یعنی حضرت نے فرمایا چاند دیکھکر روزہ رکھو اور چاند دیکھکر کھولا کرو حضرت عمار سے روایت ہی کہ جسنے یوم الشک کو روزہ رکھا اوسنے نافرمانی کی ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

اب نہ معلوم اعتراض کس بنیاد پر ہے کیونکہ اسکا تعلق یوم الشک سے ہی جس میں نہ معلوم ہو کہ آج ۳۰ شعبان ہی یا یکم رمضان اس میں حضرت نے فرمایا کہ امیر شہر کی متابعت کرو کیونکہ خلاف کرنے میں خوف ہلاکت ہے۔

اب آپ شکر خدا کیجیے کہ ایک ایسے انصاف گورنمنٹ کے ماتحتی میں ہیں جسکو نہ اس سے بحث ہی کہ آپ روزہ رکھتے ہیں یا کیا خدائی کا دعوے کرتے ہیں یا نبوت کا بخلاف سابق زمانہ کے کہ وہ ایسی منحوس سلطنت تھی جس میں ہر ہر امر میں تلاش ہوتی تھی کہ یہ شیعہ ہے یا سنی اگر ذرہ برابر بھی شبہ ہو جاتا تو وہ قتل کیا جاتا اسلیئے حضرت نے اس یوم الشک کے نسبت حکم دیا کہ امیر شہر کی پیروی کرو کیونکہ اگر روزہ رکھتا ہے تو یہ اسکی دلیل ہی کہ کوئی خبر اسکو قابل وثوق مل گئی ہے اور اگر نہیں روزہ ہے تو معلوم ہوا کہ رویت کی تحقیق نہیں ہوئی لہذا تم دونوں حرام سے بچ گئے یوم الشک کے صوم سے بھی اور الزام مخالفت سلطنت سے بھی۔ اسی لیے حضرت نے آخر میں تصریح فرمادیا کہ اگر ہم کہیں تقیہ مثل نماز واجب ہے تو غلط نہیں کہا۔

دیکھیے علماء اہلسنت چونکہ ہوا دران خلفا سے تھے لہذا اگر وہ سلطان وقت کی مخالفت کرتے بنابر اپنے علمی تحقیق کے تو کوئی ہرج نہ تھا۔ مگر باایں‌ہمہ اونکو بھی قائل ہونا پڑا فانتھا المرجع الی رای الامام فی الصوم والفطر فتح الباری جلد ۲ ص ۲۴۵

یعنی تیسری صورت اس میں بھی ہے کہ رائے امام (سلطان) کے طرف رجوع کرنا چاہیے روزہ رکھنے میں بھی افطار کرنے میں بھی پھر حیف ہے کہ جو مسئلہ خود اہلسنت کے بیان ثابت ہو اوسکی مطابق بھی اگر امام علیہ السلام حکم دیں تو مخاطب کے نزدیک قابل اعتراض ہوں۔

غرض اگر یہ حکم امام قابل اعتراض ہو تو علمائے اہلسنت بھی شریک ہیں اور اگر امام کا روزہ توڑنا بروز یوم الشک قابل اعتراض ہے تو اسکا کیا جواب ہو کہ حضرت عمار فرماتے ہیں جس شخص نے یوم الشک روزہ رکھا اوسنے نافرمانی کی ابو القاسم کی۔

آپ کو رسول اللہ کا خوشامد کرنا اونکے اوسے منافقین کا معلوم ہو کہ باوصفیکہ خود حضرت حاکم دین و دنیا ہیں مگر اونکے اونے منافقین کی خوشامد کرتے ہیں جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا کہ بخوف قوم عائشہ آپ خانہ کعبہ کو بھی اصلی حد پر نہ بنا سکے پھر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام پر کیا اعتراض کرتے ہیں جنھوں نے نہ کسی کافر کی خوشامد کی نہ کسی امیر کی بلکہ فرمایا یوم الشک کا روزہ مطابق عمل سلطان ہونا چاہیے کہ اس میں ضرر کا پہلو نہیں ہو اور یہ بھی واضح کردیا کہ یہ حکم ازراہ تقیہ ہے اور تقیہ کا حال آپکو معلوم ہے کہ کہاں تک اسمیں توسعہ ہے۔

آخر میں اپنی قوم سے روپیہ نکالنے کی یہ صورت بتاتے ہیں کہ اس کوشش میں صرف یہ کرنا ہوگا کہ مذہب شیعہ کے اندرونی اسرار اور پوشیدہ مسائل تمام ہندوستان میں طشت ازبام کردیے جائیں ہر ماہ میں چار پانچ رسالے چھوٹے چھوٹے زائد از زائد آٹھ آٹھ صفحہ کے ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر مفت تقسیم کیے جائیں اور کوشش کرکے ہندوستان کے ہر شیعہ و سنی کو وہ رسالے پہونچائے جائیں ہر رسالہ میں صرف ایک ایک مسئلہ کا بیان ہو اور کتب شیعہ کی اصل عبارتیں مع ترجمہ بحوالہ صفحہ و باب درج کردیجائیں مثلاً ایک رسالہ میں صرف یہ بیان ہو کہ شیعونکا ایمان قرآن پر نہیں ہوسکتا ایک میں یہ کہ شیعونکا ایمان رسول پر نہیں ہوسکتا ایک رسالہ میں یہ بیان ہو کہ شیعہ آل رسول اور اہلبیت رسول کو نہیں بتا سکتے کہ کون لوگ ہیں ایک میں یہ کہ شیعوں کے مذہب میں جھوٹ بولنا بڑی عبادت ہے اور سچ بولنا حرام ہے ایک میں یہ کہ شیعونکا خدا جاہل اور آئندہ کے حالات سے بیخبر ہے اور اسوجہ سے اکثر اوسکے رائے میں غلطی ہوجاتی ہے ایک میں یہ کہ مذہب شیعہ میں علاوہ متعہ کے زنا بھی حلال ہے ایک میں یہ کہ مذہب شیعہ میں شراب پاک ہے اور اسکا استعمال جائز ہے اس قسم کے اس سے بھی زیادہ پرلطف و باحیا مسائل اس مذہب میں بہت ہیں امید ہے کہ یہ سلسلہ قائم ہوگیا تو اس ذخیرہ کی ایک کافی مقدار شایع ہوسکیگی اور تمام دنیا کی

کھلجائیگی اور مذہب شیعہ سے جو نا واقفیت ہمارے عوام سے لیکر علما تک کو ہی انشاء اللہ اسمیں کچھ کمی آجائیگی۔

اقول صورت تو بہت معقول سوچی ہے کیونکہ اس سے ہر جگہ شیعہ و سنی میں تکرار ہوگی اور اسکا ثواب آپکو اور آپ کے والدین کو ملیگا مگر یہ تو بتائیے کہ کیا اس سے آپ مثل مولوی ہدایت رسول صاحب آنجہانی کے ریاست رامپور میں نظر بند ہوکر دو تین سو روپیہ مشاہرہ پائینگے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ اوس زمانہ کی بات ہے جبکہ قانون تحفظ ہند نہیں پاس ہوا تھا اس لیے حکام مافوق کو اس قسم کے حسن تدبیر سے کام لینا پڑا۔

اب اس قانون تحفظ ہند نے آپ ایسے ہزاروں اشخاص کو اس عذاب الیم میں مبتلا کیا ہے کہ وہ اسکا مزہ چکھ رہے ہیں میاں شوکت۔ ظفر علیخاں آپکے عزت کو کافی ہیں اور ان سے زیادہ درجہ آپکو نہیں مل سکتا۔

نہ معلوم معویہ یزید ہارون ہی بھی آپ پڑھ کریں جنھوں نے عام حکم دیدیا تھا کہ اگر کسی پر جھوٹ بھی تہمت لگائی جائے کہ یہ شیعہ ہے تو اوسکو قتل کر ڈالو مگر اسپر بھی یہ فرقہ حقہ نہ معدوم ہوا تو آپکی اس کوشش سے کیا ہو سکتا ہے مرزا حیوق کی ملازمت آپ کر چکے ہیں اونھوں نے کرزن گزٹ سے شیعوں کو کسطرح پامال کرنا چاہا مگر کیا ہوا۔ آپنے ہفتہ وار النجم نکالکر کیا نتیجہ حاصل کیا جو ان چھوٹے چھوٹے رسالوں سے کچھ حاصل کرینگے ہاں دس بیس سو پچاس روپئے مل جائے تو یہ بات دوسری ہے۔

ہمکو تو وہی روایت یاد پڑتی ہے کہ جب قیصر روم نے عبدالملک کو لکھا تھا کہ ہم آنحضرت پر گالیاں لکھکر سکہ درہم و دینار کو جاری کرینگے جو تمامی ممالک اسلامی میں جاری ہے تو جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کسیطرح اسپر قادر نہ ہوگا پھر اپنے اجرا سکہ درہم و دینار کا مشورہ دیا۔

اوسیطرح آپ سے ہم کہتے ہیں کہ یہ آرزو محال آپ اپنے قبر میں لیجائینگے کیونکہ آپکی قوم نے بھی خوب سمجھ لیا ہے کہ آپکی غرض بجز فتنہ و فساد کچھ نہیں لہذا وہی ساطلا آپکا دیکھتا ہے جو خود مفسد ہو یہی وجہ ہے کہ جتنے لوگوں نے پہلے آپکو سنی سمجھا تھا وہ سب آپسے علحدہ ہو گئے جب سے النجم جو پہلے ہفتہ وار تھا ماہوار ہوا ماہوار کے بعد ایسا غائب ہوا جیسے گدہے کے سر سے سینگ کیونکہ سب سمجھ گئے ہیں کہ اس اخبار کی غرض خارجیت پھیلانا ہے نہ اسلام کی حمایت کرنا یہی وجہ ہے کہ قادیانی ہی آپ قرار کریں۔

آریوں کے چیخ پکار کر بھی کبھی تو توجہ کریں عیسائیوں سے یوں …… دبائیں کہ کبھی اونکے مقابل ہوں صرف شیعوں پر آپکی تلوار تیز رہتی ہے جنکو سمجھ لیا ہے کہ یہ مظلوم ہیں کمزور ہیں حالانکہ ان کی قوت آپکو لکھنؤ میں معلوم ہو چکی ہے۔

بہرحال اگر آپنے اس قسم کے رسائل نکالے تو سمجھ لیجئے آپکے اسلاف کے وہ راز سربستہ کھلینگے جو

جو آجتک نہیں کھلی تھی ایکطرف خلیفہ اول کا شہر کہ لکھا جایگا دوسری طرف اونکا اتفاق تیسری طرف کی ذرحرکت خلاف وضع فطری جس سے ہر شخص کو حیا آئی چوتھی طرف اونکی شہر انجواری جس کو عبدالرحمن بن عوف کا سر زخمی ہوا وغیرہ صدہا مسائل ہیں جنکو آپ طیار سمجھیں صرف چھپنے اور شایع ہونیکی دیر ہے کیونکہ بفضل خدا اسی شیعوں کا ایمانی جوش بھی آپکو معلوم ہے وہ کیا کرتے ہیں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

الحاصل ہم اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام پر رحم کیجیے بہت کچھ تباہ ہو چکا اسکے صدہا دشمن خود ہی بکثرت موجود ہیں آپ کیوں اسکے دشمن ہوتے ہیں ان کارروائیوں کا نتیجہ اچھا نہیں واللہ لا یحب المفسدین

آخر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ کسی شیعہ نے حلوائی سے مٹھائی لی اور بجائے روپیہ اٹھنا دیا حالانکہ اصلیت اسکی یہ ہے کہ ایک شیعہ نے بجائے اٹھنے کے روپیہ دیدیا صبح کو جب معلوم ہوا کہ ہم اٹھنے کے عوض روپیہ دے آئے ہیں تو اوس حلوائی کے پاس گئے اور اوسنے حساب کتاب کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک روپیہ زائد ہے جسکو اوسنے واپس کیا۔

مگر بعد کو آپ کے تعلیم کردہ اصحاب نے سمجھایا کہ شیعہ کا مال حلال ہے چنانچہ اوسنے زبردستی وہ روپیہ اوسنے چھین لیا اور وہ منہ تکتا رہ گیا۔

اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ آپکی کارروائیاں کس قسم کی ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں کیونکہ اگر وہ شخص کمزور نہوتا تو ضرور فوجداری کی نوبت آتی اور یہی آپکی غرض ہے۔

مگر شکر خدا کہ اہل سیوان بہت کچھ سمجھدار ہیں جنہوں نے بہت جلد آپ کو اپنے شہر سے دفع کیا ورنہ نہ معلوم کیا نوبت آتی جن لوگوں نے صاحب مجسٹریٹ بہادر کو اس مناظرہ کی خبر کر دی وہ درحقیقت بڑے خیرخواہ مسلمین تھے ورنہ آج صدہا آدمی جیلخانہ میں ہوتے۔ اتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واعلموا ان اللہ شدید العقاب

اور تم اوس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خصوصیت کیساتھ اونہیں لوگوں پر واقع ہوگا جو تم میں ظالم ہیں اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب کرنیوالا ہے والسلام علی من اتبع الہدی۔ فقط

راقم

سید علی حسین عفی عنہ

کتبہ سید طالب حسین رضوی